کتابم از سلسلہ ضربیہ
لعاد کم شاد بلا ارتیاب

اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالۂ غالب مجالہ غالبیہ ردیہ مولوی مسمی

Asiatic Institute
Lib. Library

فراسة المؤمنين

فی رد

۱۲۵۳

هداية المنكرين

5010

از تصانیف عالم المعنی فاضل اللوذعی مولوی ابو المکارم محمد علی سلمہ اللہ العلی متوطن اعظم گڈھی

در مطبع سعید المطابع واقع بنارس محلہ ... مطبوع گردید

ولو صوت خوا ملہ بقبر
لعاد المیت حیا فی التراب

۱۳۰۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین
الذین ہم قاطعوا دابر المبتدعین اما بعد بندہ راجی رحمۃ اللہ العلی
ابو المکارم محمد علی صانہ اللہ عن کل رین وجعلہ بکل زین خدمت میں سالکان
طریقہ نبویہ وتابعان سنت مصطفویہ کے عرض گزار ہے کہ وہ وقت جسکی
نسبت آنسرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قول بدأ الاسلام غریبا وسیعود
کما بدأ بطور پیشین گوئی بوحی الہی فرما گئے ہیں وہ یہی وقت موجودہ نظر آتا ہے
کہ سراپا شورش شرک وبدعت ہے ÷ اور حدیث وقرآن سے نفرت ÷
ہر طرف باد مخالف کا زور ہے ÷ اور تقعقع اہل ہوا کا شور ÷ اہل حدیث جو حدیث
لایزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق کے مصداق ہیں اونپر تہمتوں کا طومار
ہے ÷ اور طعن وتشنیع کا وار ÷ واضح ہو کہ اندنوں ایک رسالہ مسومہ

بہدایۃ المنکرین فی مولد ختم المرسلین میری نظر سے گذرا اکثر مقام مورد کلام
پایا۔ قطع نظر اثبات مولد کلمات الحادیہ سے معمور ہے ÷ اور تحقیق حق اور
تدقیق صواب سے دور ÷ آنحضرتؐ کی تعریف مین نصاری کیطرح غلو و اطرا
ہے ÷ بلکہ آپ کے عین خدا ہونے کی ندا ÷ جا بجا مولانا اسمعیل شہید
پر اعتراضات مردودہ کا ہجوم ہے ÷ اور حالت موجودہ کے بعض اماثل پر
کنایۃ بہتان و افترا کا ہجوم ÷ چونکہ رسالہ مذکورہ ان مزخرفات لاغیہ ÷
اور ہفوات واہیہ ÷ سے مشحون تھا ÷ اور عوام کالانعام کا اوس سے
دہوکا کھا جانا اور اوسکے فریب مین آجانا مظنون ÷ لہذا امتثالا لحدیث من
رای منکم منکرا فلیغیرہ علی سبیل الاستعجال مع تلاطم الافکار و انتشار
البال مقامات مجوثہ کا جواب لکھدیا گیا اور بعض حکایات اور روایات و وقائع حمل
وغیرہ جو رسالہ مین منقول ہین مولف رسالہ سے اونکا ثبوت باسانید معتبرہ
مطلوب ہے چونکہ مولف رسالہ کے قول بلفظہ اٹھانے مین اونکا دعوی عموم
کے سمجھ مین نہین آتا۔ لہذا ہمنے اوسکا ماحصل لکھدیا ہے اور نیز دعاوی ہر ہر
صفحے کے علیحدہ علیحدہ لکھدیئے گئے ہین تاکہ بعد وقوف کے اون کے دعاوی پر
جوابہا کا زیادہ انتظار کرنا نہ پڑے۔ اب تمامی اہل موالید کی خدمت مین عموما
اور حضرت مولف رسالہ کی خدمت مین خصوصا التماس ہے کہ رسالہ ہذا کو خالصا
لوجہ اللہ الکریم بنظر انصاف و تجرد از اعتساف ملاحظہ فرمائین اگر موافق مذہب
اہل سنت و جماعت ہو تو قبول مین انکار اور چشم پوشی نفرمائین بلکہ آیۃ فبشر عبادی
الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کے مصداق بنجائین وھذا ھو غایۃ

المامول وغایة المسئول وما توفیقی الا باللہ علیه توکلت والیه انیب +

دعاوی

پہلا دعوی یہ ہے کہ الاول والآخر والظاہر والباطن کو خدا تعالی نے اپنی تعریف مین فرمایا اور اپنے حبیب خاص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ان صفات سے موصوف فرمایا اسکے ضمن مین دوسرا دعوی یہ ہے کہ جتنے خدا کے نام ہین سب آپ کی صفات ذاتی کی دلیل ہین۔ اسیکی تمثیل مین تیسرا دعوی یہ ہے کہ رحیم کریم رؤف مؤمن مہیمن نور ہادی علیم حکیم حق یہ خدا کے نام ہین اور ان ناموں سے اللہ تعالی نے آپ کو بھی نامزد فرمایا چوتھا دعوی یہ ہے کہ خدا بھی اول ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اول ہین بدلیل اول ما خلق اللہ نوری پانچوان دعوی یہ ہے کہ آپ کی نبوت اول ہے بدلیل کنت نبیا وآدم بین الماء والطین

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ ان صفات اربعہ یعنی الاول والآخر والظاہر والباطن کو بیشک خدا تعالی نے اپنی تعریف مین بیان فرمایا ہے سورہ حدید مین ہے ھو الاول والآخر والظاهر والباطن اور اسکے پہلے ہے سبح للہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم له ملک السموات والارض یحیی و یمیت وھو علی کل شیء قدیرا اور اسکے بعد ہے وھو بکل شیء علیم لیکن یہ کہ اللہ تعالی نے ان صفات سے اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بھی موصوف فرمایا ہے مؤلف رسالہ نے اسکا کوئی ثبوت نہین دیا ہے

اور اگر آپ کی شان مین ان کلمات کا اطلاق پایا جاے تو اس اطلاق مین انکے وہ معنی ہرگز نہونگے اور نہ ہوسکتے ہین جو باریتعالی پر اطلاق کے وقت انکے معنے ہوتے ہین - اور مولف کی عبارت موہم اسکے خلاف کے ہے یعنی اوس مین ایہام اتحاد صفات خالق ومخلوق کا ہوتا ہے اور ایہام کا موید وہ شعر ہے جو مولف نے سکے مین تحریر فرمایا ہے نظم از زبان من ہو الاول ہو الآخر شنو ✽ کس ندانداب ابتدا وانتہاے مصطفی ✽ اور وہ مصرعہ جو ملا مین لکھا ہے مصرعہ پس بود احمد احد از روے این گفتار یا ✽ چونکہ اس قسم کے اطلاقات وبیانات موہم شرک ہوتے ہین اور عوام کالانعام کی ضلالت کا باعث - اور شارع نے ایہام شرک سے بھی منع فرمایا ہے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خود اپنے کو انا سید ولد ادم فرمایا ہے جیسا کہ مسلم شریف مین مروی ہے پر جسوقت مطرف بن عبد اللہ رضہ نے آپکو سید کہا تو آپنے فرمایا السید هو الله یعنی ہم درحقیقت سید نہین ہین بلکہ سید حقیقت مین خدا ہی ہے ابوداؤد مین انکا قول یون مروی ہے قال انطلقت فی وفد بنی عامر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا انت سیدنا فقال السید هو الله فقلنا وافضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا بقولكم او بعض قولكم ولا يستجريكم الشيطان انتهى چونکہ مولف کی عبارت موہم خلاف عقیدہ سلف وخلف ہے اسلیے ہمکو تحقیق اس مقام کی لکھنی ضرور ہے تاکہ عوام مولف کی اس عبارت سے دھوکا نہ کھائین پس واضح ہو کہ اگر مولف کی یہ عبارت اپنے ظاہر معنی پر محمول ہو اور اسکی تاویل کچھ نہ کیجاوے تو اس سے صفات

خالق کا عین صفات مخلوق ہونا لازم آتا ہے حالانکہ سلف سے خلف تک کسی مسلمان کا
یہ عقیدہ نہیں ہمیشہ سے تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ رہا اور ہے کہ صفات خالق
مغائر صفات مخلوق ہیں جسطرح ذات خالق مغائر ذوات مخلوقات ہے لیکن
قولہ تعالی لیس کمثلہ شئ **تفصیل** اس اجمال کی یہ ہے کہ صفات باریتعالی
قدیم ہیں اور صفات مخلوقات حادث لیس جسوقت اون کلمات کا اطلاق جو صفات
خالق میں وارد ہیں مخلوق پر آئیگا تو اوسوقت اون سے وہ معنے ہرگز مراد نہونگے
جو معنی اون سے اوسوقت مراد ہوتے ہیں جبکہ اونکا اطلاق خدا یتعالی پر
ہوتا ہے مثلاً لفظ اول کا اطلاق جسوقت خدا یتعالی پر کیا جائیگا تو مراد اوس
معنے حقیقی ہونگے یعنی اولیت حقیقیہ یعنی جس سے پہلے کچھ نہو یعنی خدا یتعالی
سب سے پہلے ہے اوس سے پہلے کچھ نہیں اور جب اسکا اطلاق مخلوق پر کیا جائیگا
تو مراد معنی مجازی ہونگے یعنی اولیت مجازیہ مثلاً جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
اسکا اطلاق ہوگا تو یہ معنے ہونگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت میں سب
نبیوں سے پہلے ہیں وقس علیہ الباقی حاصل یہ ہے کہ ان دونوں اطلاقوں
میں موافقت صرف لفظ میں ہے نہ معنی میں مؤلف رسالہ نے اوس شعر میں اگر
معنی حقیقی مراد لئے ہیں تو یہ الحاد صریح اور کفر قبیح ہے قال اللہ تعالی وذروا
الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے
ہیں قال المحققون الالحاد فی اسمائہ تعالی یقع علی ثلثۃ اوجہ الاول اطلاق
اسماء اللہ المقدسۃ الطاہرۃ علی غیر اللہ مثل ان الکفار کانوا یسمون
الاوثان بالالہۃ ومن ذلک انہم سموا اصنامہم اللات والعزی والمنات واشتقاق

اللات من الاله والعزی من العزیز والمناة من المنان وکان مسیلمة الکذاب
لقب نفسه بالرحمن انتہی بقدر الحاجة اور حافظ ابن القیم فرماتے ہیں الالحاد
اما بجحدها وانکارها واما بجحد معانیها وتعطیلها واما بتحریفها عن صوب
الصواب واخراجها عن الحق بالتاویلات واما بجعلها اسماء لهذه المخلوقات
کالحاد اهل الاتحاد فانهم جعلوها اسماء هذه الاکوان محمودها ومذمومها
حتی قال زعیمهم هو المسمی بمعنی کل اسم ممدوح عقلا وشرعا وعرفا وبکل
اسم مذموم عقلا وشرعا وعرفا تعالی الله عما یقول الظالمون علوا کبیرا غرضکہ
آپکی تعریف صاف صاف جو واقعی ہو بیان کرنی چاہئے کیونکہ غیر واقعی تعریف بالحقیقة
مدح نہیں ہوتی ہے بلکہ موجب ذم کیونکہ وہ اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ جب مادح
نے اپنے ممدوح میں اوصاف جمیلہ واقعیہ نہیں پاے تو غیر واقعی اوصاف
اوسکی طرف منسوب کئے اسلیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنی حد سے
زیادہ تعریف سے منع فرمایا ہے بخاری اور مسلم میں حضرت عمر رض سے مرفوعاً آیا
ہے لاتطرونی کما اطرت النصاری بن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبد اللہ ورسولہ
پس آپکو خدا کا رسول جاننا اور اوسکا بندہ سمجھنا یہ بڑی تعریف اور تعظیم ہے دیکھو خداتعالی
نے مقام تعریف میں آپکو عبد کے ساتھ یاد کیا ہے قال اللہ تعالی وانہ لما قام
عبد اللہ ۔ و قال وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا و قال الذی نزل الفرقان
علی عبدہ و قال سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا و قال فاوحی الی عبدہ ما اوحی
خداتعالی کا مقام تعریف میں عبد ہی کا لفظ ذکر کرنا اسی طرف اشارہ ہے کہ ان
فضائل او مناقب کی وجہ سے رسول خدا کا بندہ ہی رہتا ہے ان مراتب کے

امت سے رسول کچھ خدا نہین ہو جاتا ہے باوجود اس تصریح اور اشارہ کے
آجکل کے مولود سے اور تصوفین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا بناتے ہین
اور آپ کی ذات کو ذات خدا ملتے ہین اور یہ اس شعر کو ۵ من تو شدم تو
من شدی من تن شدم تو جان شدی + تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
آپکی تعریف مین پڑھتے ہین۔ ان لوگون نے آپکی تعریف مین وہ غلو کیا کہ یہود
ونصاریٰ سے بھی بڑھ گئے۔ یہود نے عزیر کو اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو
خدا کا بیٹا ٹھہرایا ان حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عین خدا ٹھہرا دیا۔
اور اہلحدیث پر جنھون نے نہایت سچی سچی تعریفین کی ہین جو کہ خدا تعالیٰ اور اسکے
رسول نے خود بیان فرمائی ہین اونپر ناحق اعتراض کرنیکو تیار اور زبان درازی
اور وار کرنیکو موجود۔ فاضل جلیل عالم نبیل مولانا اسمعیل صاحب شہید محدث
دہلوی رحمۃ اللہ پر جابجا اعتراضات بیجا کئے ہین۔ کہین پر یہ اعتراض ہے کہ مولانا
نے آنحضرت کو چمار سے زیادہ ذلیل بتایا ہے۔ کہین پر یہ اعتراض ہے کہ آپکو
برا بھائی لکھا ہے۔ مین کہتا ہون کہ ایسی صراحت مولانا کے کلام مین کہین نہین
پائی جاتی ہے مولانا نے یہ لکھا ہے کہ خدا کی شان کے مقابل ساری مخلوق چھوٹی ہو
یا بڑی چمار سے زیادہ ذلیل وخوار ہے اور اسمین کیا شک ہے کہ خدا کی شان کے
مقابل سب چمار سے زیادہ ذلیل ہین۔ بلکہ اوسکی شان کے مقابل اگر تمامی مخلوق کو
محض لاشی قرار دیا جاوے تو کچھ شناعت اور آپ کی حقارت نہین کیا وہ قول
نہین ملاحظہ فرمایا جو بعض صوفیہ کرام نے خدا کی شان کے مقابل تمامی مخلوقات
کو بمنزلہ مینگنی اونٹ کے قرار دیا ہے + اور خود آنحضرت صلعم نے اس صریح

کے ساتھ تمثیل کیا ہے ع الا کل شئ ما خلا اللہ باطل ۔ برخلاف آجکل کے مولوی
اور متصوفین لوگ کہ مخلوق کو عین خدا قرار دیکر صریح خدا کی تحقیر اور تذلیل کرتے ہیں
اور اولٹے اہل حق پر ناحق کے اعتراض ہوتے ہیں کیا مولانا شہید آنحضرت
کو رؤف اور رحیم نہیں جانتے تھے یا آپ کو افضل مخلوق نہیں لکھا ہے جو
ایسے اعتراضات واہیہ مولانا شہید پر کئے جاتے ہیں مولانا نے تو خدا اور
رسول ہی کی محبت میں خدا کی راہ میں جان دی مگر مخالف اسکو کب تسلیم کر سکتا ہے
وہ تو یہی کہیگا کہ بہ طمع ممالکت و لالچ سلطنت ایسا کام کیا نہ بغرض اعلاء کلمۃ اللہ
و اجراء دین اللہ واللہ علیم بذات الصدور تو خدا ہی کی صفت ہے مگر فی
زماننا مولانا شہید کے مخالفین بھی اس صفت کا دعوی کر بیٹھے ہیں مولانا نے
جملہ انبیاء کو بڑا بھائی لکھا ہے پوری عبارت تقویۃ الایمان کی اپنے محل پر منقول
ہوگی مولانا نے آنحضرت کو افضل المخلوقات لکھا ہے پس آپ کو بڑے بھائی
کہنے سے یہی مطلب ہے کہ آپ کی تعظیم اسیقدر چاہئے جیسے بڑے بھائی
کی تعظیم کیجاتی ہے اور جب آنحضرت صلعم بقول مولانا افضل المخلوقات ہیں
تو آپ کی تعظیم کل مخلوقات سے زیادہ ثابت ہوگی وھو المقصود عبارت تقویۃ الایمان
سے آپکی تعظیم آفتاب سے زیادہ روشن ہے نظر انصاف درکار ہے ۔ اور کیا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم انما المؤمنون اخوۃ میں داخل نہیں ہیں جو اعتراض
لا یعنی مولانا شہید پر کیا جاتا ہے اودہر تو خدا کی جانب سے وما محمد الا رسول
کی ندا ہے ۔ ادہر من تو شدم تو من شدی الخ کی صدا ہے ۔ کیا آنحضرت
کی سچی تعریف یہی ہے جو اس شعر میں ہے ۔ یہاں پر اجمالی جواب مولانا کی طرف

دیا گیا تفصیلی جواب اپنے محل پر آویگا فانتظرہ ÷ **دوسرے** دعوے پر
اولاً یہ بحث ہے کہ مولف نے اسکا کوئی ثبوت نہیں دیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ اسمارِ
خداوندی کے آپ کی صفات ذاتی کی دلیل ہونیکا مطلب کیا ہے اگر یہ مطلب
ہے کہ اسمارِ الٰہی جن صفات پر دال ہیں وہ سب آپ کی صفات ہیں تو لازم آیا
کہ جملہ صفات باریتعالیٰ عین صفات آنحضرتؐ ہیں اور اسکا بطلان دعوے
اول کی بحث سے ظاہر ہوچکا و نیز خدا کا نام تو اللہ و رحمن بھی ہے تو اگر سب
نام خدا کے اس معنے سے آپ کی صفات ذاتی کی دلیل ہوں تو الاہیت و رحمانیت
بھی جو ان ناموں کی مدلول ہیں آپ کی صفات ذاتی ہو جائینگی و ذلک کفر صریح
و شرک قبیح۔ اور اگر کوئی دوسرا مطلب ہے تو اوسکا بیان ہونا چاہیے کہ اوسمیں نظر
کیجاے ÷ **تیسرے** دعوے پر یہ بحث ہے کہ ان کل ناموں سے اللہ
تعالیٰ نے آپکو نامزد نہیں فرمایا ہے ہاں حلیم اور رؤف کا اطلاق آپ پر آیۃ
بالمؤمنین رؤف رحیم سے ثابت ہے علیٰ ہذا القیاس کریم کا اطلاق بھی بہ
آیۃ انہ لقول رسول کریم سے ثابت ہے۔ مؤمن کا اطلاق آپ پر قرآن شریف
میں نہیں آیا ہے مگر آپ کی صفات سے ہے۔ اور آیۃ احسن الرسول اور اسکی
مثل سے ثابت ہوتا ہے۔ اور آپ کی صفت مؤمن کیونکر نہو گی آپ تو اول المؤمنین
ہیں۔ اسیطرح مہیمن اور حکیم اور علیم اور حق کا اطلاق آپ پر نہیں آیا ہے
گو یہ سب آپ کی صفات سے ہیں۔ ہاں حکیم ہونا آپکا آیۃ یعلمہم الکتاب
والحکمۃ سے ثابت ہوتا ہے۔ نور کا اطلاق آپ پر نہیں آیا ہے ہاں بقول
بعض مفسرین مثل خفاجی وغیرہ آیۃ قد جاءکم من اللہ نور سے ثابت ہوتا

ورنہ یہاں نور سے مراد قرآن اور ہدایت ہے جیسا کہ اکثر مفسرون نے افادہ
فرمایا ہے والکل وجھة ھو مولیھا غرضکہ اطلاق نور کا آپ پر مختلف فیہ ہے ہان
آپ کی صفات سے بیشک ہے۔ ھادی کا اطلاق بھی آپ پر نہین آیا ہے ہان
آپ کی صفات سے ہے مگر اوس معنی سے جو مغائر معنی صفات باریتعالی ہین
بدلیل ماسبق وبدلیل انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء
اسیطرح سائر صفات مین حاصل بحث یہ ہے کہ کل صفات مقدسہ آپکی صفات
سے ہین مگر یہ دعوی کہ ان نامون سے اللہ تعالی نے آپ کو بھی نامزد فرمایا ہے
غلط ہے وانما انشاء ھذا من انساء القران واحمال الفرقان ہان بعض اسماء کا
اطلاق آپ پر آیا ہے لکامر ان اطلاقات مین بھی وہی موافقت لفظ مین ہے
نہ معنے مین لما مر ان صفات اللہ تعالی مغائرۃ لصفات المخلوقات کما ان ذاتہ
تعالی مغائرۃ لذوات المخلوقات۔ بعض اسماء باری کا اطلاق اور نبیون پر
بھی آیا ہے جیسے حضرت اسحاقؑ اور اسمعیلؑ پر علیم اور حلیم کا اطلاق
آیا ہے۔ اور حضرت نوحؑ پر شکور کا اور حضرت ابراہیمؑ پر حلیم کا اور حضرت
یحیی اور حضرت عیسیؑ پر برا کا اور حضرت موسیؑ پر کریم اور تقی کا اور حضرت
یوسفؑ پر حفیظ علیم کا اور حضرت ایوبؑ پر صادق کا اور حضرت اسمعیلؑ پر
صادق الوعد کا آیا ہے کما لایخفی علی من لہ مزاولۃ بکتاب اللہ اور سمیع اور
بصیر کا اطلاق مطلق انسان پر آیا ہے قال اللہ تعالی انا خلقنا الانسان من نطفۃ
امشاج نبتلیہ فجعلناہ سمیعا بصیرا الخ وکل ھذہ الاطلاقات وما ضاھاھا
مغائرۃ فی المعنی ومتحدۃ فی الاسم واللفظ ❊ چوتھے دعوے پر

یہ بحث ہے کہ جس معنی کر خدا اور رسول اول ہین اوسکا بیان اوپر گذر چکا ہے
رہی حدیث اول ما خلق اللہ نوری کی سو اسکا ثبوت سند معتبر سے نہوا چنانچہ
حافظ جلال الدین سیوطی شرح مواقف کی تخریج مین فرماتے ہین حدیث
اول ما خلق اللہ نوری لا یحضرنی بہذا اللفظ لکن فی مسند ابن ابی عمر
العدنی عن ابن عباس ان قریشا کانت نورا بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق
آدم بالفی عام یسبح ذلک النور و تسبح الملائکۃ بتسبیحہ فلما خلق اللہ آدم
القی ذلک فی صلبہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاہبطنی اللہ
الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب نوح وقذف بی فی صلب ابراہیم
ثم لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاہرۃ حتی اخرجنی
من بین ابوی ولم یلتقیا علی سفاح قط انتہی اس حدیث ابن عباسؓ کو
اپنے رسالہ التعظیم والمنۃ فی ان ابوی رسول اللہ فی الجنۃ مین بھی نقل کیا ہے
مگر نہ معلوم کہ اسناد اسکی صحیح ہے یا غیر صحیح۔ اور تقریب التہذیب مین ابن
ابی عمر عدنی کے ترجمہ مین ہے کہ ابو حاتم نے کہا کہ کانت فیہ غفلۃ یعنی ابن
ابی عمر عدنی مین غفلت تھی ✣ **پانچوین** دعوے پر یہ بحث ہے کہ کچھ
شک نہین کہ آپ کی نبوۃ کل نبیون سے پہلے ہے مگر یہ حدیث کنت نبیا
وآدم بین الماء والطین بایں لفظ صحیح نہین ہے اصل لفظ یون ہے
کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد حافظ جلال الدین سیوطی الدرر المنتثرہ
فی الاحادیث المشتہرہ مین فرماتے ہین حدیث کنت نبیا وآدم بین الماء
والطین لا اصل لہ بہذا اللفظ ولکن فی الترمذی متی کنت نبیا قال

وادم بین الروح والجسد وفی صحیح ابن حبان والحاکم عن عرباض بن ساریۃ
انی عند الله مکتوب خاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینتہ قلت وزاد
العوام فیہ وکنت نبیا ولا ادم ولا ماء ولا طین ولا اصل لہ ایضا انتھی۔ اور
امام حافظ شمس الدین سخاوی تلمیذ حافظ ابن حجر عسقلانی مقاصد حسنہ میں فرماتے ہیں
حدیث کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث ابو نعیم فی الدلائل
وابن ابی حاتم فی تفسیرہ وابن لال ومن طریقہ الدیلمی کلھم من حدیث
سعید بن بشیر عن قتادۃ عن الحسن عن ابی ھریرۃ بہ مرفوعا ولہ شاھد
من حدیث میسرۃ بلفظ کنت نبیا وادم بین الروح والجسد اخرجہ احمد
والبخاری فی تاریخہ والبغوی وابن السکن وغیرھما فی الصحابۃ وابو نعیم فی
الحلیۃ وصححہ الحاکم وکذا ھو بھذا اللفظ عند الترمذی وغیرہ عن ابی ھریرۃ
متی کنت نبیا او کنت نبیا قال وادم وذکرہ وقال الترمذی انہ حسن صحیح و
صححہ الحاکم ایضا وفی لفظ وادم لمنجدل فی طینتہ وفی صحیحی ابن حبان والحاکم
من حدیث العرباض بن ساریۃ مرفوعا انی عند الله مکتوب خاتم النبیین
وان ادم لمنجدل فی طینتہ وکذا اخرجہ احمد والدارمی فی مسندیھما وابو نعیم
والطبرانی من حدیث ابن عباس قال قیل یا رسول الله متی کنت نبیا قال
وادم بین الروح والجسد واما الذی علی الالسنۃ بلفظ کنت نبیا وادم بین
الماء والطین فلم اقف علیہ بھذا اللفظ فضلا عن زیادۃ وکنت نبیا ولا ادم
ولا ماء ولا طین وقد قال شیخنا فی بعض الاجوبۃ عن الزیادۃ انھا ضعیفۃ
والذی قبلھا اقوی انتھی ٭

دعاوی ۶

پہلا دعوی مسئلہ تناسخ کا ہے۔ اسکا ثبوت آپ کے بیان نکتہ صوفیانہ سے متبادر ہے۔ دوسرا دعوی یہ ہے کہ ظاہر کا اطلاق آنحضرتؐ پر اس معنی کر ہے کہ آپ کے نور نے تمام عالم کو منور کر دیا۔ تیسرا دعوی یہ ہے کہ باطن کا اطلاق آپ پر اس معنی کر ہے کہ آپ کی حقیقت پر کسی نبی ولی کو آگہی نہیں ہوئی چوتھا دعوی یہ ہے کہ مجلس مولد سجدہ گاہ ملک ہے۔ پانچواں دعوی یہ ہے کہ آنحضرتؐ کو شاہنشاہ کہنا درست ہے یہ دونوں دعوے آپ کے اس شعر سے ثابت ہیں جو آپنے نقل فرمایا ہے **نظم** بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہ ست ✦ سجدہ گاہ ملک و محفل شاہنشاہ ست ✦ چھٹواں دعوی یہ ہے کہ حسب عقائد اہل سنت وجماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں جیسے کہ تھے تو ہر مسلمان کو اس محفل میں حاضر ہونا چاہئے جیسا کہ حاضر ہونا چاہئے بارگاہ رسالت میں ✦

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ مسئلہ تناسخ پر کو دلیل استحالہ نہیں قائم ہے پر اسکے وقوع پر بھی کوئی دلیل شرعی نہیں وارد ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین اور نیز مسئلہ تناسخ مستلزم اسکو نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا اور انتہا نہ معلوم ہوسے سوائے ذات باری تعالی کل چیز کی ابتدا اور انتہا ہے گو ہمکو بعض امور پر تفصیلاً اطلاع نہو۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جانے کہ آپ کی ابتدا اور انتہا نہیں ہے وہ شخص

پکا مشرک اور ملحد ہے۔ نکات صوفیانہ کوئی حجت نہین ہین اور نہ شطحیات صوفیہ پر عمل درست ہے نہ معلوم وہ لوگ کیا سمجھکر اس قسم کے کلمات کہہ پڑے ہین ہمین اونکے افعال شطحیہ سے کیا مطلب ہے تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم پر عمل چاہئے فن تصوف ایک علم نہایت دقیق ہے جو لوگ اخص الخواص ہین اونکے لئے یہ جائز ہے۔ مگر آجکل فن تصوف کو ٹریون کے مول ہورہا ہے جسے دیکھئے وہ اسیکا دم بھر رہا ہے۔ جسے الف بے مین تمیز نہین وہ بھی اسیکے پیچھے ہو رہا ہے۔ اصل عبادت صوم وصلوۃ سے کچھ مطلب نہین ہے مگر جہان مجالس مولد اور سماع صوفیہ اور عرس کی سنی جھٹ دوڑ مارا آجکل کے مولویون اور صوفیون کو فن تصوف سے کیا نسبت ہے وقد قیل ؎ فن التصوف ما ادق بيانه ✤ متحير فيه الامام الرازي ✤

دوسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ ظاہر کا اطلاق آنحضرتؐ پر اس معنی کر کہ آپ کے نور نے تمام عالم کو منور کر دیا محل نظر ہے۔ یہ جب صحیح ہو کہ آپ اولا حدیث اول ما خلق الله نوری کو ثابت کر دکھائین۔ اور نیز یہ امر بھی ثابت ہونا چاہئے کہ آنحضرتؐ کا نور باعث خلق تمام مخلوقات ہے حدیث لولاك لما خلقت الا فلاك موضوع ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے المصنوع فی الاحادیث الموضوع۔ اور علامہ شوکانی نے الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ میں صغانی سے نقل کیا ہے۔ مواہب لدنیہ مین حاکم کی روایت حضرت عمرؓ سے یون منقول ہے ان ادم علیه الصلوٰة والسلام رأى اسم محمد مكتوبا على العرش وان الله تعالى قال لادم لولا محمد ما خلقتك زرقانی نے اسکی شرح مین

ایک دوسری روایت حاکم اور ابو الشیخ کی حضرت ابن عباسؓ سے یوں نقل کی ہے اوحی اللہ الی عیسیٰ امن بمحمد ومر امتک ان یؤمنوا بہ فلولا محمد ما خلقت آدم و لا الجنۃ ولا النار الحدیث زرقانی نے بیان کیا کہ حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے اور سبکی اور بلقینی نے اسکا اقرار کیا ہے اور ذہبی نے کہا کہ اسکی سند میں عمرو بن اوس ہے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کون ہے۔ ناظرین رسالہ ہذا پر مخفی نہ رہے کہ ثبوت ان دونوں امر کا حیز خفا میں ہے پس ناظر کے معنے جو مولف رسالہ نے بیان کئے ان کا ثبوت کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کا اطلاق اس معنی کر ہوگا کہ آپ واضح اور غالب ہیں تیسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ باطن کر یہ معنی بھی کیونکر صحیح ہونگے کیونکہ حقیقت ذات خدا کی نہیں معلوم ہے وہ معلوم ہو سکتی ہے ورنہ حقیقت رسول کی معلومیت کے استحالہ پر کون دلیل قائم ہے حقیقت ذات باریتعالی کی معلومیت کا استحالہ تو اسوجہ سے ہے کہ وہ واجب الوجود ہے اور بر تقدیر معلومیت انقلاب مستحیل یعنی انقلاب وجوب سے امکان کی طرف لازم آتا ہے اور حقیقت رسول کی معلومیت میں کونسا محال لازم آتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر اطلاق باطن کا شاید اس معنی کر کے ہو کہ آپ بواطن امور کو بواسطہ وحی خدا تعالی جانتے ہیں +

چوتھے دعوے پر یہ بحث ہے کہ اولا تو مجالس مولد کا ثبوت ہی نہیں ہے چہ جائے کہ سجدہ گاہ ملک ہو اس مجلس کا پتہ قرون مشہود لہا بالخیر میں نہیں پایا جاتا ہے اسکو شاہ ابن المظفر ابو سعید بن زین الدین بن علی نے احداث کیا ہے جیسا کہ حافظ جلال الدین سیوطی نے حسن المقصد فی عمل المولد میں بیان کیا ہے اس

سلطان کی نسبت سبط ابن جوزی نے مرآۃ الجنان مین بیان کیا ہے کہ صوفیون کے واسطے ظہر سے فجر تک راگ کراتا تھا اور خود ناچتا تھا جیسا کہ سیوطی نے رسالہ مذکورہ مین بیان کیا ہے سیوطی نے گو اسکی تعریف بھی لکھی ہے مگر اسمین شک نہین کہ یہ معلن بالفسق تھا اور نیز اسکا فعل حجت نہین ہے مولف رسالہ پر لازم ہے کہ اولا تعریف بدعت کرے بعد ازان اس مجلس کذائی کو اسپر تفریع کرے - یہ امر تو ظاہر ہے کہ اس مجلس کذائی کا اثر زمانہ خیر القرون مین نہ تھا پھر یہ کسوجہ سے بدعت نہین ہے باقی دلائل اس مجلس کے ثبوت مین جو مولف رسالہ نے مختلف محلون مین بیان کئے ہین انکا جواب اپنے محل پر آویگا اور مجالس مولد کو سجدہ گاہ ملائک کہنا سخت گناہ ہے سجدہ گاہ ملک و انس اوسی باریتعالی کی درگاہ ہے ایسی تعریف تو آنحضرت کی درگاہ رسالت کی بھی نہین چاہیئے چہ جائے کہ اس مجلس کی جب رسول کی درگاہ کی ایسی تعریف کیجاویگی تو خدا یتعالی کے لیے کونسا لفظ رکھا ہے باوجود ایسے عقائد باطلہ کے منکرین مولد پر زبان درازی کرنا تعصب نہین ہے تو کیا ہے پانچوین دعوے پر یہ بحث ہے کہ شاہنشاہ وہی خدا یتعالی ہے کسی بشر کو شاہنشاہ کہنا نہین درست ہے اس قسم کی تعریف اوسی باری عز اسمہ کی چاہیئے خالق اور مخلوق کی تعریف مین فرق ضرور چاہیئے گو تغائر حیثیات سے فرق ہو سکتا ہے مگر اسمین مظنہ شرک اور غلو پایا جاتا ہے اور شارع نے مظنہ شرک اور تعریف غلو سے منع فرمایا ہے اسکا بیان اوپر گذر چکا ہے حدیث شریف مین ملک الاملاک کسی مخلوق کے حق مین کہنا صریحا منع آچکا ہے صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے مرفوعا مروی ہے اغیظ رجل علی اللہ یوم القیمۃ

واخبث رجل کان یسمی ملک الاملاک یعنی جو شخص اپنے کو شاہنشاہ کہلواتا تھا
وہ قیامت کے دن بڑا خبیث ہوگا اور خدا تعالیٰ کا غصہ اوس پر زیادہ ہوگا یعنی
شاہنشاہ کہنے والا بھی بڑا خبیث ہوگا۔ اسلیے کہ یہ صفت خاص جناب
باریتعالیٰ کو زیبا اور لائق ہے پھر جو صفت کہ خدا تعالیٰ کو مخصوص ہو اوسکو کسی
مخلوق مین ثابت کرنا باعث غیظ خدا کیونکر نہوگا۔ ابن حجر مکی شرح منہاج مین فرماتے
ہین ویحرم ملک الاملاک لان ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبد النبی وعبد الکعبۃ
او الدار او علی او الحسن لایہام التشریک انتہی یہان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اضافت
عبد کی غیر خدا کی طرف بوجہ ایہام تشریک نہین درست ہے گو یقینا شرک بوجہ احتمال
اسکے کہ مراد عبد سے خادم ہو نہو مگر چونکہ اسمین مظنہ شرک پایا جاتا ہے لہذا
علماء اہل سنت وجماعت نے اس اضافت کو منع کر دیا ہے۔ ملا علی قاری شرح
فقہ اکبر مین فرماتے ہین اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا
ان اراد بالعبد المملوک اور نیز شرح مشکوٰۃ مین فرماتے ہین ولا یجوز نحو عبد
الحارث ولا عبد النبی ولا غیرہ مما شاع بین الناس انتہی یہ سب عبارتین
بتقریب ممانعت مظنہ شرک منقول ہوئین ورنہ یہان ان اسمون کے جواز و
عدم جواز سے بحث نہین ہے چھٹوین دعوے پر یہ بحث ہے کہ اسمین
شک نہین کہ مسئلہ حیوۃ الانبیاء صحیح ہے مگر یہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ
آلہ وسلم زندہ ہین جیسے کہ تھے محل نظر ہے اور آپ کے زندہ ہونے پر یہ تفریع
کہ اس مجلس مین حاضر ہونا چاہیے غلط ہے۔ آپ کے زندہ ہونے اور مجلس
مولد مین حاضر ہونے مین کوئی تلازم نہین ہے۔ اور اگر مولف رسالہ نے یہ مراد لیا

ہو کہ اس مجلس مولد میں آپ کی روح پر فتوح آتی ہے تو اولاً یہاں بھی اس میں اور زندہ ہونے میں کوئی تلازم نہیں ہے ثانیاً یہ اعتقاد باطل بلکہ شرک ہے قاضی شہاب الدین دولت آبادی تحفۃ القضاۃ میں لکھتے ہیں ما یفعلہ الجہال علی راس کل حول فی شہر ربیع الاول لیس بشیء ویقومون عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویزعمون ان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم یجیء وحاضر فزعمہم باطل بل ہذا الاعتقاد شرک وقد منع الائمۃ الاربعۃ عن مثل ہذا انتہی۔ عجیب نہیں کہ مولف رسالہ نے یہی تلازم مراد لیا ہو کیونکہ اس مجلس مولد میں حاضر ہونے کا حکم ویسا ہی دیا ہے جیسا کہ آپ کی بارگاہ رسالت میں حاضر ہونا چاہیے۔

دعاوی ۵

پہلا دعویٰ یہ ہے کہ جب عموماً ذکر صالحین سے رحمت نازل ہوتی ہے تو خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے بدرجہ اولیٰ رحمت نازل ہوگی۔ دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ اس محفل میں نہایت جی لگا کر آپکا ذکر سنے اور نہایت ادب اور تعظیم سے اس مجلس عالی میں بیٹھے۔ تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ میں مکہ معظمہ میں مجلس مولد خیر الانام میں حاضر ہوا تو میں نے اس مجلس میں انوار دیکھے اور ان انوار میں تامل کیا تو مجھپر انوار ملائکہ منکشف ہوئے جو ایسی محفل میں حاضر ہوتے ہیں۔ چوتھا دعویٰ یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب بیٹھتے تو آپ کے فضائل کا ذکر کرتے تھے۔ پانچواں دعویٰ یہ ہے کہ جس نے بنظر محبت اور ایمان کے آنحضرت کو دیکھا تو گویا خدا کو دیکھا چھٹواں دعویٰ

یہ ہے کہ آپ خدا کے نور سے پیدا ہین اور کل چیز آپ کے نور سے پیدا ہے اِس
دعوے کا ثبوت اوس عبارت سے ظاہر ہے جو پانچوین دعوے کے اوپر لکھا ہے
وہ عبارت یہ ہے من رانی فقد رای الحق وانا من نور اللہ وکل شئی من نوری

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ نزول رحمت بوقت ذکر صالحین جو مشہور ہے اسکی
اصل نہین ہے علامہ شوکانی فوائد مجموعہ مین فرماتے ہین حدیث انما تنزل
الرحمة عند ذکر الصالحین قال العراقی لم اجد لا اصل له انتهی آنحضرت کا
ذکر بیشک باعث نزول رحمت الٰہی ہے لیکن اس سے مجلس مولد کذائی کا
ثبوت کیونکر ہوتا ہے اور آپ کے مطلق ذکر فضائل اور شمائل سے بدون کیفیت
مورثہ کیسکو انکار ہے ۔ دوسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ تعظیم اور ادب
کسی شئی کی فرع ہے اوس شئے کے ثبوت پر ابھی تو اس مجلس مولد ہی کے
جواز مین کلام ہے تعظیم اور ادب کو کون پوچھتا ہے اولاً آپ اسکے ثبوت پر
کوئی بینہ نیرہ قائم کرین بعدہ اوسکے فروعات مین سعی فرماوین ثبت العرش
ثم النقش تیسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ یہ قول شاہ ولی اللہ صاحب کا
اونکی کس کتاب مین ہے امید کہ اوس عبارت کا پتہ بحوالہ کتاب تحریر فرماتے
اور بصورت تصحیح نقل کے بھی یہ قول کوئی دلیل شرعی نہین ہے اسکے مقابلہ مین
اور علما کے قول موجود ہین جن سے بدعت ہونا اس احتفال کا ثابت ہے
مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوب مین اسکو بدعت لکھا ہے اور شاہ ولی اللہ رح
بھی مجدد ہی تھے ۔ چوتھے دعوے پر یہ بحث ہے کہ صحابہ کرام کا بیان

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بابت اسطرح پر تھا جیسا کہ مولودیون مین ہے یا احتفال اور اجتماع کذائی صحابہ مین تھا صحابہ کے بیان فضائل مین اور ان مولودیون کے بیان مین بعد المشرقین ہے آپ کے مطلق بیان فضائل کو کسی نے منع کیا ہے کلام منکرین کا اس احتفال اور اجتماع مین ہے پانچوین دعوے پر یہ بحث ہے کہ یہ قول کہ جس نے رسول اللہ کو محبت کی نظر سے دیکھا گویا خدا کو دیکھا اس سے کیا مطلب ہے اگر یہ مطلب ہے کہ رسول کی ذات ذات خدا سے پیدا ہے پس آپکا دیکھنا گویا خدا کا دیکھنا ہے تو یہ اعتقاد سراسر ضلالت اور غوایت ہے مولف کی تحریر سے مسئلہ وحدت وجود کا مترشح ہے اور یہ مسئلہ کفر ہے - صفحہ مین یہ شعر ہے ؎ چہ درست داوہ یارب بظرف آن عظیم الشان کہ ای عبدہ گو بدیہ بجاست قول سبحانی ٭ اور صفحہ مین یہ شعر ہے ؎ جلوہ نورالہی تصویر نور احمد نام ساخت ٭ پس بود احمد جدا از روے این گفتار ما ٭ اور صفحہ ۲۳ مین یہ شعر ہے ؎ تقدیر یک ناقہ نشانید دو محمل ٭ سلماے حدوث تو لیلاے قدم را ٭ اور نیز اوسی صفحہ مین یہ شعر ہے ؎ مرا سریست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ کہ سری احمدی دارد ولکن میم را شاید ٭ اور صفحہ ۱۴ مین مولانا روم کا یہ شعر لکھا ہے ؎ بالتمعون بود کہ می آمد و میرفت - ہر قرن کہ دیدی ٭ تا عاقبت آن شکل عرب وار برآمد - دارائے جہان شد ٭ اور صفحہ ۲۲ مین یہ شعر ہے ؎ مرحبا اصل علی نور محمد مصطفی ٭ گشت کنزا مخفی مین نہان تھا آشکارا ہوگیا ٭ اور صفحہ ۲۹ مین یہ شعر ہے ؎ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ٭ تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری ٭ ان اشعار منقولہ

[illegible]

سے ثبوت مسئلہ وحدۃ وجود کا اور نیز آنحضرت ص کا عین خدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔
نعوذ باللہ من ھذہ العقائد الباطلۃ الموقعۃ فی جب الغوایۃ والضلالۃ نصاریٰ
نے تو حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ہی ٹھہرایا ان مولویوں اور صوفیوں نے تمام
چیز کو خدا ٹھیرا دیا۔ پھر جب سبھی شئی خدا ٹھیری تو کیوں مسلمانی کا دعوی ہے
اب حاجت خدا اور رسول کے ماننے کی کیا رہی اور کیوں آنحضرت ص کی شان مین
رسالہ لکھا گیا اپنے ہی شان مین لکھنا مناسب تھا اور جب اتحاد ہی کا دعوی ہے
تو اگر اپنے ہی شان مین لکھا ہو تو کیا عجب ہے مولف رسالہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں
صرف لحاظ صوفیانہ اختیار کیا گیا ہے یعنی صرف اجراے لفظ مقصود ہے معنوں کا
لحاظ نہین ہے مین نہین سمجھا کہ اس قسم کے کلمات کفریہ کا بولنا اور معنوں کا لحاظ نکرنا
کس شرع درست کہا ہے۔ کیا رسول کی رسالت کا اقرار جب ہی پورا ہوگا کہ آپکو
خدا سمجھے اور آپکا مولود کرے۔ غالباً مولف رسالہ حنفی صاحب ہونگے۔ لہذا گذارش
ہے کہ اس قسم کے کلمات کا تلفظ امام ابوحنیفہ رح کے قول سے ثابت کریں یا علی
التنزل کتب فقہ مثل قنیہ منیہ ہی سے ثابت کر دکھائیں۔ مولانا شہید پر تو وہ
اعتراض لایعنی اور اپنے اوپر ایسی نسیان ہ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد ÷ **واضح ہو** کہ مسئلہ وحدۃ وجود ظاہر البطلان
من الاحادیث والقرآن ہے جو شخص کہ خدا و رسول پر ایمان لاچکا اور شطحیات صوفیہ
کے درپے ہونا کیا ضرور ہے اگر شطحیات صوفیہ پر عمل کرنا منظور ہے تو اللہ و رسول
اور قرآن حدیث کا نام لینا کیا ضرور بلکہ صوفیانا الحق کہے اس سرکار انگلشیہ مین
ہر شخص کو پورے طور پر آزادی حاصل ہے پھانسی اور رسول دینے جانیکا خوف

نہیں ہے پس شیوقی سے انا الحق اور انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدون کا دعوی کرتے
آمدم بر سر مطلب اب چند عبارتیں بابت بطلان مسئلہ وحدۃ وجود منقول ہوتی ہیں
جامی علیہ الرحمہ درۃ فاخرہ میں فرماتے ہیں شعر ان مستند الصوفیۃ فیما ذھبوا
الیہ ھو الکشف والعیان لا النظر والبرھان ملا علی قاری قصیدہ امالی کی شرح میں
فرماتے ہیں واما التوحید الصرف الذی یقول بہ الوجودیۃ والحلولیۃ والاتحادیۃ
من ان الحق ھو الوجود المطلق فشر من کفر الثنویۃ انتھی اور شرح مقاصد میں ہے
فالقول بکون الواجب ھو الوجود المطلق مبنی علی اصول فاسدۃ اور بھی اوسمیں ہے
ومنھم بعض المتصوفۃ القائلین بان السالک اذا امعن فی السلوک وخاض لجۃ
الوصول فربما یحل اللہ تعالی عما یقول الظالمون علوا کبیرا فیہ کالنار فی الجمر بحیث لا
یتمایزان ویتحد بہ بحیث لا اثنینیۃ ولا تغایر وصح ان یقول ھو انا وانا ھو وحینئذ
یرتفع الامر والنھی ویظھر من الغرائب والعجائب ما لا یتصور من البشر وفساد
الرأیین غنی عن البیان انتھی۔ اور شرح مواقف میں ہے وما یقال ان الکل ذات
واحدۃ تتعدد بحسب الاوصاف لا غیر فلا یقبل ونطق العقل بعدہ ونص مکابرۃ
لا یلتفت الیھا اور بھی اوسمیں ہے ورأیت من الصوفیۃ الوجودیۃ من ینکرہ
ویقول لا حلول ولا اتحاد اذ کل ذلک یشعر بالغیریۃ ونحن لا نقول بھا بل نقول لیس فی
دار الوجود غیرہ دیار وھذا العذر اشد قبحا وبطلانا من ذلک الجرم اذ یلزم تلک
المخالفۃ التی لا یجترأ علی القول بھا عاقل ولا ممیز ادنی تمیز انتھی جو شخص مسلمانی کا دعوی
کرے اور ساتھ اسکے وحدۃ وجود کے مسئلہ پر بھی عقیدہ رکھے تو وہ آیۃ کریمہ وما
یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون کا مصداق ہے چھٹویں وعوے پر تنبیہ

کہ آنحضرت کا یہ قول کہ خدا نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور میرے نور سے کل چیزیں
پیدا ہیں یہ حدیث جھوٹی ہے احمد بن یوسف نے اسکو وضع کیا ہے حافظ ذہبی میزان
الاعتدال فی نقد الرجال میں فرماتے ہیں احمد بن یوسف المنبجی لایدری واتی بخبر کذب وقال
ابو سعید المالینی ثنا محمد بن محمد بن عمر بن زریا املاء ثنا احمد بن یوسف ثنا ابو شعیب
صالح بن زیاد السوسی ثنا الهیثم بن جمیل ثنا ابو معشر عن المقبری عن ابی هریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خلقنی اللہ من نوره وخلق ابا بکر من
نوری وخلق عمر من نور ابی بکر وخلق امتی من نور عمر وعمر سراج اهل الجنة قال ابو
سعید هذا باطل مخالف لکتاب اللہ ثم اخذ ابو سعید یتکلم علی رجاله بکلام غیر
مفید فقال ابو معشر ترک ولم یجرح بالکذب واما ابو شعیب فمن این لک مستقیم علی
ترکه وکذلک الهیثم ولم یخرج عنه شیٔ فی الصحیحین قلت ما حدث به الا
من ثلاثة وانما الافة عندی فیه من المنبجی انتہی۔ اگر مؤلف صاحب یہ غدر کریں کہ
یہ طریقہ ہمارے فرقہ کے مناسب ہے تو کہا جاویگا کہ جس طریقہ کو آپنے بیان کیا ہے
اوسکو مع اسناد و حوالہ کتاب نقل فرماتے تاکہ دیکھا جاوے کہ آپ کا دعوی صحیح ہے
یا غلط ہے اس روایت سے تو آپکا نور خدا سے پیدا ہونا باطل ہے اگر آپ کوئی صحیح
حدیث پیش کریں تو ہمیں اوسکے قبول سے انکار نہیں ہے مگر اسقدر ضرور کہا جائیگا
کہ آپکا نور خدا سے پیدا ہونیکا یہ مطلب نہیں ہے کہ معاذ اللہ خدا تعالی نے اپنے
نور سے نکالکر آپکے نور کو پیدا کیا فان ذاته تبارک وتعالی منزہ عن الزیادة
والنقصان ومن ادعی خلافه فعلیه البرهان من الاحادیث والقرآن ۔ بلکہ اسکا مطلب
یہ ہوگا کہ خدا تعالی نے بلا واسطہ غیر اپنی تجلی سے پیدا کیا ۔

الحافظ

ماشاء اللہ باوجود عقائد شرکیہ و اعمال الحادیہ دعوی اتباع اور محبت رسول ہے
کیا رسول نے یہی حکم کیا ہے کہ مجھے خدا کہو اور میری تعریف خدا کی سی کرو کیا محبت
رسول اسی میں ہے کہ ایک مولود کرے اور آپ کے جملہ امور معروفہ سے اعراض
کرے کیا رسول نے یہی حکم کیا ہے کہ میری ولادت کی ایک مجلس کرو اور اوس میں
بوقت ذکر ولادت دست بستہ کھڑے ہو جاؤ کیا محبت آنحضرت صرف مولود ہی میں
ہے جو ناحق منکرین پر وار چلایا جاتا ہے کیا مولود کی دلیل یہی ہے کہ علماء حرمین
اور علماء فرنگی محل کا عمل ہے کیا مگر زنب زنا ہی مولود ہی ہے جو رنڈیاں تک کیا کرتی
ہیں کیا آپ کی اتباع اسی میں ہے کہ شاہ مینا کی مزار پر رقص طوائف میں شامل ہو
کیا رسول نے یہی حکم دیا ہے کہ محرم میں حسین باڑہ کی روشنیاں دیکھتا پھرے
کیا محبت رسول اسی میں ہے کہ کاکوری کے عرس میں شامل ہو کر زر روے اور ملاؤ
کی قابیں اوڑاوے کیا محبت آنحضرت اسی میں ہے کہ آپکے مناقب اور فضائل میں
رسالے لکھے اور آپ ہی کی آل پر تہمتیں لگاوے اور اونکو مورد لعنت ٹھیراوے کیا مجلس
مولد کذائی بدعت نہیں ہے جو منکرین مورد طعن ٹھیرائے جاتے ہیں کیا حدیث
ان اللہ جمیل یحب الجمال نظر سے نہیں گذری جو ناحق آنحضرت کے ایک متبع حالص پر
حسد اور حقد ظاہر کیا جاتا ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام نہیں تھے
جو اعتراض لایعنی اور کلام بے معنی کیا جاتا ہے باوجود ارتکاب معاصی بیشتی و مفوہات
لاتحصی ناحق ایک متبع سنت اور ماحی بدعت پر اعتراضات بیہودہ اور خدشات
مردودہ کئے جاتے ہیں ایسے محب رسول کو برا کہنا گویا رسول کو برا کہنا ہے

ان کل حسد اور بغض اور عناد کا یہی سبب ہے کہ آنجناب سلالۂ خاندان مصطفوی نے اپنی قوت علمی اور رسالی کے زور سے ان مبتدعین کی پوری پوری خبر لی یہ لوگ جب دلائل واضحات اور حجج ساطعات کے مقابلہ سے عاجز آگئے تو گالیاں دینی شروع کر دیں اذا یئس الانسان طال لسانہ کوئی مضمون لکھے علمی اگر دعوی لیاقت ہے بدمغلظ گالیاں دینی بھلا کوئی شرافت ہے ٭

دعاوی ضالہ

پہلا دعوی یہ ہے کہ آیۃ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح کی یہ تفسیر ہے کہ مراد چراغ سے نور محمدی ہے اور مراد قندیل سے آپکا وجود شریف ہے دوسرا دعوی یہ ہے کہ نور محمدی اصل نور خداوندی ہے۔ تیسرا دعوی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نور کو آنحضرت ؐ کے جسم اطہر میں ترو بنایا یہ دونوں دعوے اوسی تفسیر سے ثابت کئے ہیں اسکے بعد یہ عبارت ہے۔

نظم جلوہ نوری نمود و نور احمد نام ساخت ٭ پس بود احمد جدا از روے این گفتار ہا ٭ انا من نور اللہ وکل شئ من نوری ان قد جاءکم من اللہ نور چوتھا دعوی یہ ہے کہ نبوت آنحضرت ؐ کی درمیان ملائکہ اور ارواح انبیاء کے معلوم تھی بلکہ آپ کی روح مبارک ملائکہ اور انبیاء کو فیض پہونچاتی تھی اور نیز آپ کی روح آدم پر مبعوث تھی اور آپ اوس عالم میں علانیہ مرسل تھے اور ہو سکتا ہے کہ السابقون الاخرون سے یہی اشارہ ہو **پانچوان** دعوی یہ ہے کہ تفسیر میں آیا ہے کہ جب آنحضرت ؐ کا نور پیدا کیا گیا نکلے اوس سے انوار انبیاء کے پس خدا تعالی نے حکم کیا آپ کو کہ ان انوار کی طرف نظر کر وجب آپنے اون انوار کی طرف نظر کی

تو آپ کے نور نے انوار انبیا کو چھپا لیا پس عرض کیا ا نھوں نے کہ خداوندا یہ کون
ہے جس نے ہمارے انوار کو چھپا لیا تو خدا نے فرمایا کہ یہ نور محمد کا ہے اگر تم
ایمان لاؤ تو میں تمکو نبی کروں سب نے کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے
پس خدا نے فرمایا کہ ہم گواہ ہوے تمہارے اور یہی معنی اس آیت کریمہ کے ہیں
واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ نور سے نور خدا نہیں مراد ہے بلکہ مراد اس سے
ہدایت ہے بدلیل قولہ تعالیٰ فی آخر تلک الآیۃ یھدی اللہ لنورہ من یشاء قرآن شریف
میں بہت جگہ نور سے مراد ہدایت ہے۔ منہا قولہ تعالیٰ اللہ ولی الذین آمنوا
یخرجھم من الظلمات الی النور۔ ومنہا افمن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا
ومنہا ولکن جعلناہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا۔ یا مراد اس سے قرآن
شریف ہے بدلیل قولہ تعالیٰ قد جاءکم من اللہ نور علی حد التفاسیر وعلی التقادیر
تفسیر مولف رسالہ غلط ٹھیری کیونکہ وہ تفسیر اسی امر پر مبنی ہے کہ مراد نورہ سے نور خدا ہے
فصار ھذا التفسیر من قبیل بناء الفاسد علی الفاسد اور نیز مولف رسالہ کی تفسیر
تمثیل نہیں صحیح ہے کیونکہ نور خدا اور نور محمدی دونوں غیر محسوس ہیں اور تمثیل
غیر محسوس کی غیر محسوس کے ساتھ نہیں درست ہے ماشاء اللہ کیا تعریف مجہول
بالمجہول ہے یہاں خدا تعالیٰ کو ہدایت کی شفافیت باطنی کو نور ظاہری سے تمثیل
دیکر سمجھانا مقصود ہے اور لفظ مشکوۃ اور مصباح اور زجاجہ وغیرہ صرف بلحاظ
کمال ظہور اختیار فرمایا ہے اگر نورہ سے نور خدا مراد لیا جاوے جیساکہ

زعم امام غزالی علیہ الرحمہ کا ہے تو بھی تفسیر مولف نہین صحیح ہوگی کیونکہ اس تقدیر پر
بھی وہی تمثیل غیر محسوس کی غیر محسوس کے ساتھ لازم آتی ہے و هذا كما ترى
سردست اسیقدر پر اکتفا کیا گیا جسوقت مولف صاحب کے جواب سے ازالہ ہوگا
اوسوقت پوری تقریر جو اس آیت کے متعلق ہے لکھی جائیگی - دوسرے دعوے
پر یہ بحث ہے کہ ابتک نور محمدی کا ثبوت معرض خفا مین ہے بالفرض اگر ثابت بھی ہو تو
اوسکو اصل نور خدا غزوی کہنا الحاد اور کفر ہے اسکا بطلان اوپر مفصلا گذر چکا ہے
ثم ارجع البصر كرتين ينقلب اليك البصر خاسئا وهو حسير تیسرے دعوے پر
یہ بحث ہے کہ اسکا بطلان تقریر سابق سے ظاہر ہے انا من نور الله کا بھی بیان
بتفصیل گذر چکا ہے - چوتھے دعوے مین چار امر مذکور ہین اون سب کو
بدلائل شرعیہ ثابت فرمادین دوسرے امر کا خلاف ہونا امام رازی کی تقریر سے ثابت
ہوتا ہے تفسیر کبیر مین فرماتے ہین ثبت بالشواهد العقلية والنقلية ان الانوار
الحاصلة فى ارواح الانبياء مقتبسة من الانوار الحاصلة فى ارواح الملائكة
قال تعالى ينزل الملائكة بالروح من امره على من يشاء من عباده و قال نزل به الروح
الامين على قلبك و قال نزله روح القدس من ربك بالحق - و قال تعالى ان هو
الا وحى يوحى علمه شديد القوى والوحى لا يكون الا بواسطة الملائكة فاذا جعلنا
ارواح الانبياء اعظم استنارة من الشمس فارواح الملائكة التى هى كالمعادن
لانوار عقول الانبياء لابد وان تكون اعظم من انوار ارواح الانبياء لان
السبب لابد ان يكون اقوى من المسبب انتهى - پانچوین دعوے پر بحث
ہے کہ جس خبر کو آپنے نقل فرمایا ہے اوسکی اسناد لکھئے تاکہ دیکھی جاوے کہ قابل

حجت ہے یا نہیں تا وقتیکہ اسناد صحیح نہ ہوگی آیۃ مذکورہ کی تفسیر صحیح نہ ہوگی موضح القرآن
میں ہے کہ اللہ تعالی نے اقرار لیا نبیوں کا یعنی نبیوں کے مقدمہ میں بنی اسرائیل
سے اقرار لیا انتہی و یؤیدہ قولہ تعالی یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم
واوفوا بعہدی اوف بعہدکم و قولہ و اذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب
لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ والتفصیل فی التفسیر الکبیر للامام فخر الدین الرازی

دعاوی داعی مع حاشیہ

پہلا دعوے یہ ہے کہ سلف صالحین اور علمائے حرمین شریفین بارھویں ربیع الاول
کو قیام مولد شریف پڑھتے ہیں۔ دوسرا دعوی یہ ہے کہ منکرین محفل مولد شریف
اہالیان حرمین شریفین اور سلف صالحین اور صحابہ کرام اور خاتم النبیین کے قول
و فعل پر اعتراض کرتے ہیں اور بیشک اس محفل مولد کو کنہیا کے جنم سے مشابہت
دیتے ہیں یہ لوگ آیۃ ختم اللہ علی قلوبہم کے مصداق ہیں تیسرا دعوی یہ ہے
کہ مجلس مولد بدعت حسنہ بھی نہیں ہے چہ جائیکہ بدعت سیئہ ہووے
کیونکہ اسکا ثبوت آیۃ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم سے ثابت ہے چوتھا
دعوی یہ ہے کہ مولوی اسمعیل صاحب نے کل انبیاء علیہم السلام کو چمار سے
بدتر ٹھیرایا پانچواں دعوے یہ ہے کہ مولوی اسمعیل صاحب نے رسول کو
اپنا بڑا بھائی قرار دے لیا ہے ؎

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ عمل سلف صالحین اور علمائے حرمین شریفین
حجت شرعیہ نہیں ہے اگر وہ عمل ان حضرات کا البتہ مانا جاویگا جبکہ موید

بالسراں ہوگا اور عمل اہل مدینہ اور اہل مکہ کا جو زمانہ خلفاء راشدین یا کسی اور صحابہ کے
زمانہ میں ثابت ہوگا مانا جاویگا بعد انقضاے عصر صحابہ اونکا قول و فعل حجت نہیں ہے
حافظ ابن القیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں عمل اهل المدينة الذين يحتج به ما كان
فی زمن الخلفاء الراشدين اما عملهم بعد موتهم وبعد انقضاء عصر
من بها من الصحابة فلا فرق بينهم وبين عمل غيرهم والسنة تحكم بين الناس
لا عمل احد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي خلفائه انتهى عمدہ عینی
حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں ان الايمان ليأرز الى المدينة
كما تأرز الحية الى جحرها قال الداؤدي هذا في حياة النبي صلى الله عليه وسلم
والقرن الذي كان فيهم والذين يلونهم خاصة لانه كان الامر مستقيما
وقال القرطبي وفيه تنبيه على صحة مذهبهم وسلامتهم من البدع
وان عملهم حجة كما رواه مالك قلت هذا انما كان في زمن النبي صلى الله عليه
وسلم والخلفاء الراشدين الى انقضاء القرون الثلثة وهي تسعون سنة
واما بعد فقد تغيرت الاحوال وكثرت البدع خصوصا في زماننا هذا
على ما لا يخفى انتهى اور ملا علی قاری ہروی حنفی مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔
لو درك الاولون ما انتهى اليه الاخرون كما عليه اهل زماننا الغافلين لحكموا
بحرمة المجاورة في الحرمين الشريفين من شيوع الظلم وكثرة الجهل و
قلة العلم وظهور المنكرات وفشو البدع والسيئات واكل الحرام والشبهات
انتهی اور ظاہر ہے کہ محفل مولد بعد انقضاے عصر صحابہ بہت پیچھے نکلی ہے پس اسکا
ثبوت بعمل علماے حرمین شریفین نہیں ہوسکتا ہے۔ دوسرے جو یہ کہ

یہ بحث ہے کہ منکرین محفل مولد شریف کا اعتراض کرنا الیان حرمین شریفین کے
عمل پر علی الاطلاق غلط ہے ہان جو عمل کہ بعد انقضاے عصر صحابہ ثابت ہے
اوسپر البتہ اعتراض ہے اور یہ کوئی جاے اعتراض نہیں ہے کیونکہ یہ عمل حجت
نہیں ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا رہا یہ قول کہ منکرین مولد معاذ اللہ صحابہ اور
آنحضرت صلعم کے قول و فعل پر اعتراض کرتے ہین محض اتہام بیجا ہے یہ خصلت آجکل
کے مولودیون اور حنفیون مین البتہ پائی جاتی ہے دیکھو آپکی صحیح صحیح
حدیثون پر اعتراض اور اونپر انکار کیا جاتا ہے اور اونکے عاملین کو طرح طرح
کی تکلیفین پہنچائی جاتی ہین اور جدید جدید خطابون سے پکارے جاتے ہین اور
خدا کی مسجدون سے نکالے جاتے ہین آیۃ ومن اظلم ممن منع مساجد
اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا سے ان حضرات کو کچھہ ڈر نہین ہے
آپ انصاف کی نظر سے فرماےئے کہ معترض اور منکر آپ کے فعل اور آپکے صحابہ
کے فعل پر کون ہین اہلحدیث یا اہل موالید۔ جب محفل مولد کا ثبوت نہین ہے بلکہ یہ سب
حق بدعت ہے تو کنہیا کے جنم سے شابہت دینے مین کیا گناہ ہے یہ رسم مولد
انہین ہنود اور نصارا کی موافقت سے نکلی ہے نصاری بھی حضرت عیسی علیہ السلام کا
مولود کرتے ہین علی ہذا القیاس۔ اہل فارس بھی نوروز عامہ مین حضرت آدم علیہ السلام
مولود کرتے ہین اس وجہ سے کہ آپ کی پیدایش اسی دن مین ہے یہ رسم مولد
اکثر فرقہ باطلہ مین ہے اس رسم کو دیکھا دیکھی ان مولودیون نے بھی اختیار کیا
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فہو منہم اخرجہ ابو داؤد
و صححہ ابن حبان و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انکم لتتبعن سنن

قبلکم بشیر البشیر اذا اعاند رایع اخرجہ البخاری فی صحیحہ۔ تیسرے دعوے
یہ بحث ہے کہ آیۃ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم سے مولود کو کیا علاقہ
اور نسبت ہے اس آیت مین تو مطلق خلقت انسان کی احسنیت کا بیان ہے
اور یہ یقینی امر ہے کہ آنحضرت صلعم کی خلقت جمیع انسان سے احسن ہے پس یہ
احسنیت مستلزم مولود کو نہین ہے فما الی المدعی وما اصل المعنی۔
چوتھے دعوے پر یہ بحث ہے کہ مولانا شہید کی عبارت ہذا (خدا کی شان
کے سامنے ساری مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی چمار سے زیادہ ذلیل و خوار ہے)
سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حقارت نہین سمجھی جاتی ہے
تین وجہ سے ایک تو یہ کہ اصول فقہ مین یہ قاعدہ مرقوم ہے کہ لازم المذہب
لیس بمذہب یعنی لازم مذہب مذہب نہین ہے۔ نظیر اسکی مسئلہ استواء علی العرش
ہے مذہب استوا پر جسد اکا تو جسم و فوقیت و جہت ہونا لازم آتا ہے پس قائلین استواء
پر یہ لازم اونکا مذہب نہین کہا جاویگا ورنہ لازم آویگا کہ ائمہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سلف صالحین
جو استوا کے قائل ہین اونکو مجسمہ کہا جاوے واللازم باطل فالملزوم
مثلہ در حق الذات و دوسرے یہ کہ مولانا شہید نے تقویۃ الایمان مین جابجا آنحضرت صلعم کی
تعریف بعبارت شتی بیان کی ہے کہین پر تو یہ لکھا ہے کہ آپ سارے جہان کے سردار ہین اور
خدا کے نزدیک ونکا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور کہین پر یہ لکھا ہے کہ آپ تمام آدمیون سے فضل ہین یا مؤلف
رسالہ نے بھی صفحہ میں اس عبارت کو نقل کیا ہے اور نیز خطبہ مین آپ کی بڑی تعریف کی ہے
کما لا یخفی علی ناظری تقویۃ الایمان علاوہ اسکے معاذ اللہ مولانا شہید منکر رسالت
نہ تھے بلکہ آپ ہی کی اتباع پر جان نثار تھے تقویۃ الایمان اسپر شاہد عدل ہے

پھر کہان سے معلوم ہوا کہ مولانا شہید نے آنحضرتؐ کو چمار سے بدتر ٹھیرایا
ان عبارات منقولہ سے چمار سے بدتر ہونا ثابت ہوتا ہے یا افضل المخلوق
ہونا انصاف کو راہ دینا چاہیئے نہ اعتساف کو تعبیر سے یہ کہ یہ حقارت مفہومہ
بمقابلہ شان باری عز اسمہ ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ شان خدا کے مقابل
تمامی مخلوق محض لاشئے ہے اگر مولانا نے چمار سے زیادہ ذلیل کہا تو کیا گناہ کیا
خدا کی عظمت اور جلالت ذاتی ہے۔ اور رسولؐ کی عرضی - پھر عرضی کو ذاتی سے
کیا نسبت ہے رسولؐ کی شان مین بالمومنین رءوف رحیم وغیرہ صفت آئی ہین
تو اوسکے ساتھ خدا نے آپکو یہ بھی سنا دیا ہے لئن اشرکت لیحبطن عملك وقال
ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین
مولانا شہید نے تو بزعم آپ کے چمار ہی سے ذلیل بتایا صاحب عوارف المعارف
اور صاحب فوائد الفواد نے تو یہ لکھا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا جب تک
تمام آدمی اور تمام خلق اوسکے نزدیک اونٹ کی مینگنیون کی مانند نہوون امام غزالی نے
کیمیا سعادت مین لکھا ہے کہ علم انبیا کا مختص ہے بمقابلہ علم فرشتون کے اور علم
ان سبکا اگر ساتھ علم خدا کے نسبت کیا جاوے تو لائق نہو اوسکو علم کہا جاوے
پس مولف رسالہ پارہ تیم کو ان حضرات صوفیہ پر بھی اعتراض چاہئین حضرات اول پر
یہ اعتراض کرین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علےٰ آلہ وسلم کو اونٹ کی مینگنی کے مانند
کہا اور دوسرے حضرت پر یہ اعتراض کرین کہ آنحضرت کو جاہل قرار دیا الحاصل آپکی
حقارت و ذلت مقابل شان باریتعالی منافی آپکی عزت و منقبت کو نہین ہے
پس حقارت مقیدہ کو مطلق سمجھنا نہایت بے انصافی ہے ❊ پانچوین دعوے

یہ بحث ہے کہ بیشک مولانا شہید نے جملہ انبیا کو اپنا بڑا بھائی قرار دیا ہے چنانچہ
تقویۃ الایمان میں آپ فرماتے ہیں کہ انسان آپسمین سب بھائی ہین جو بڑا بزرگ ہو
وہ بڑا بھائی ہے سو اوسکی بڑے بھائی کیسی تعظیم کیجیے اور مالک سب کا اللہ ہے
بندگی اوسکو چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیا و انبیا و امام امام زادہ
پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہین وہ سب انسان ہی ہین اور
بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اونکو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے
انتہی بقدر الحاجۃ ۔ اس عبارت کو بعد ایک حدیث کے لکھا ہے وہ حدیث
یہ ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا مہاجرین
اور انصار مین بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ پھر اوس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو
سو اونکے اصحاب کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا تمکو سجدہ کرتے ہین جانور اور
درخت سو ہمکو تو ضرور چاہیے کہ تمکو سجدہ کرین سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی
اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی انتہی ۔ اور لفظ اس حدیث کا اسکے پہلے یہ ہے
اخرج احمد عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفر
من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ یا رسول اللہ
یسجد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم
واکرموا اخاکم ۔ آپ ناظرین خیال فرماوین کہ آنحضرت کو بڑے بھائی کہنے مین
کیا آپ کی حقارت ہے ۔ جب آنحضرت تمام لوگون سے افضل ہین تو آپ کل بھائی
مسلمان مین بڑے بھائی ہوئے ۔ یہ مضمون مولانا شہید نے کچھ اپنی طرف سے
نہین لکھا ہے بلکہ خود یہ حدیث اکرموا اخاکم اسپر دال ہے ۔ اور خدا تعالی

خود قرآن شریف مین فرماتا ہے انما المؤمنون اخوۃ یعنی مسلمان سب آپسمین بھائی
ہین اور ظاہر ہے کہ اس آیت مین کل مومن خواہ انبیا ہون خواہ اولیا یا اور کوئی سب
داخل ہین پس آنحضرتؐ کو بڑے بھائی کہتے ہین کیا عیب اور گناہ ہے دیکھو
خدا تعالی نے کافرون کو انبیاء کا بھائی ٹھیرایا ہے قال والی عاد اخاھم ھودا
وقال الی ثمود اخاھم صالحا وقال والی مدین اخاھم شعیبا تعجب ہے کہ کفار
انبیاء کے بھائی ٹھیرین اور مسلمان لوگ اخوت انبیا سے انکار کرین یہ کمبختی نہین
تو کیا ہے مولانا شہید کے بڑے بھائی لکھنے پر انکار ہے تو یہ انکار خدا و رسول کا
جاتا ہے مولویون کو اگر اخوت انبیاء سے انکار ہے تو کیا اخوت دجاجلہ و شیاطین کا
اقرار ہے جو پکے موحد ہونگے وہ بیشک رسولؐ کے ساتھ یہ اعتقاد رکھین گے
کہ وہ ہمارے بڑے بھائی ہین اور وہ تمام لوگون سے افضل ہین انکی پیروی
ہمپر فرض اور واجب ہے اور آپکی تعظیم اوسیقدر کرینگے جسقدر خدا تعالی
نے اور خود اوسکے رسول نے اجازت دی ہے ۔ اور جو توحید مین کچے ہین وہ آپکو
خدا کہین یا جو چاہین کہین باوجودیکہ آنحضرتؐ اپنی حد سے زیادہ تعریف کرنے سے
بہت منع فرماگئے ۔ اور فرماگئے کہ مجھکو حد سے نہ بڑہاؤ جیسا کہ نصاری نے
عیسی کو حد سے بڑہا دیا ۔ مگر ان دغابازون نے آپکو ایسا بڑہایا کہ عین خدا
کہنے لگے بعض ملحدون نے تو یہ حدیث آپ کی طرف نسبت کر دی ہے کہ آپنے
فرمایا کہ انا احمد بلا میم یعنی مین احمد بلا میم ہون یعنی مین ہی احد یعنی خدا ہون
قال اللہ تعالی لاتغلوا فی دینکم نصارا اسی غلو کے سبب سے مورد غضب الہی
ہوگئے ۔ پر ان مولویون کو ذرا بھی حیا و شرم نہین اور اولٹے موحدین پر

اعتراض کرتے ہین اب ایک مختصر اعتراض ہمارا مولف رسالہ پر یہ ہے کہ آیۃ انما المؤمنون
اخوۃ مین آنحضرت داخل ہین یا نہین بشق اول تکلیف الاعتراض و بشق ثانی وجہ
عدم دخول بیان فرمائیے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ درمیان ایمان اور کفر کے کوئی مرتبہ
نہین ہے اور بعض جو مرتبہ متوسط کے قائل ہین وہ فسق ہی کو مرتبہ متوسط قرار دیتے ہین

مطاعن حاشیہ ص ۱۹

پہلا طعن یہ ہے کہ غنیمت ہے جو کنھیا کے جنم سے تشبیہ دی اگر تقبیل حجر اسود کو
ہندوان کی پوجا کہدین تو کون زبان پکڑتا ہے دوسرا طعن یہ ہے کہ نصارا
نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ٹھیرایا انھون نے اونکے رسول کو اپنا بھائی بنا لیا۔
تیسرا طعن یہ ہے کہ جب آنحضرت بڑے بھائی ٹھیرے تو گویا نصف نبوت مین شریک
ہوے اور نیز نصف جائداد کا دعویٰ کرنا چاہیے چوتھا طعن یہ ہے کہ ما کان محمد
ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے ابوت کی نفی نکلتی ہے
اور ابوت کا درجہ اخوت سے اعلیٰ ہے پس جب قرآن مین نفی ابوت کی ہے تو آنحضرت
کسی کے بڑے بھائی کیون ہونے لگے یہ قرآن کو بغل مین داب کر بھائی بن بیٹھے ؛

ان مطاعن پر بحث

پہلے طعن پر یہ بحث ہے کہ یہ طعن جب صحیح ہوتا کہ مولد شریف کا ثبوت مثل ثبوت
تقبیل حجر اسود ہوتا اور ظاہر ہے کہ ثبوت اس مجلس مولد کا ادلہ شرعیہ سے نہین ہے
بلکہ کلیہ کل بدعۃ ضلالۃ مین داخل ہے غنیمت ہے کہ ابھی تک حضرت ہی کا مولود
کرتے ہین اگر نصارا کی طرح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی مولود کرنے لگین تو کون
منع کر سکتا ہے غنیمت ہے کہ آنحضرت کی رسالت کو تسلیم کرکے عین خدا کہتے ہین اگر

رسالت سے انکار کرکے مجسم خدا کہین تو کون اونکے منہہ پر ہاتھہ رکھتا ہے **دوسرے** طعن پر یہ بحث ہے کہ یہ طعن محض لوچ ولچر ہے حضرت عیسیٰ کو خدا کے بیٹا ٹھیرانے مین اور آنحضرتؐ کے بھائی کہنے مین کیا علاقہ ہے ان آنحضرتؐ کو خدا کا بھائی کہا جاتا تو البتہ قول نصاری سے مطابق پایا جاتا۔ کیا آنحضرتؐ کو بھائی کہنا شرک ہے جو نصارا اسکے ساتھہ تشبیہ دیجاتی ہے اگر آنحضرتؐ کو بھائی کہنے مین شرک لازم ہے تو کیا آپکو خدا کہنے مین شرک جاتا رہیگا۔ تو آنحضرتؐ کو خدا کہنا اور مردون سے حاجتین طلب کرنا اور قبرون پر سجدہ کرنا تو شرک نہوا اور آنحضرتؐ کو بھائی کہنا شرک ہو یہ عجیب اندہیر اور عقل کا پھیر ہے۔ **تیسرے** طعن پر یہ بحث ہے کہ اخوت دینی موجب ارث نہین ہے بلکہ اخوت نسبی باعث ارث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اخوت دینی ثابت کی جاتی ہے پس طعن باعث لعن نہین ہے تو کیا ہے اور نسبی وراثت مال مین ہوتی ہے نہ نبوۃ اور علم اور فضل مین اسمین اخوت نسبی بھی غیر معتبر ہے چہ جائے کہ اخوت دینی غنیمت ہے کہ اخوت دینی کو باعث ارث قرار دیا ہے اگر حدیث لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم کا انکار کرکے اخوت غیر دینی کو بھی باعث ارث ٹھہراوے تو کون مزاحمت کرسکتا ہے۔ **چوتھے** طعن پر یہ بحث ہے کہ آیۃ وما کان محمد ابا احد من رجالکم مین مطلق ابوۃ کی نفی نہین ہے بلکہ وہ نفی مقید برجال ہے نفی علی الاطلاق کی تقدیر پر لازم آویگا کہ معاذ اللہ حضرت فاطمہ زہرا رضؓ وصاحبزادہ حضرت ابراہیم رضؓ وغیرہما من الامجاد الامجاد آپ کے اولاد نہ تھے اور آپ انکے باپ نتھے واللازم باطل فالملزوم مثلہ اور نیز نفی ابوت مستلزم نفی اخوت کو نہین ہے وکیف نفی ابوت زید

مستلزم نفی اخوت کو نہیں ہے اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ یہ سب اعتراضات اوس وقت
وارد ہوتے ہیں کہ جب ابوت حقیقی کی نفی مراد لی جاوے۔ اور جس وقت مطلق ابوت کی
نفی مراد لی جاوے اگرچہ مجازاً ہو او سوقت یہ اعتراضات نہوں گے اور اس تقدیر
پر نفی علی الاطلاق صحیح ہوگی تو کہا جاویگا کہ اصول کا یہ مسئلہ ہے کہ متی امکن العمل
بالحقیقۃ سقط المجاز یعنی جب لفظ کی معنی حقیقی بن سکتی ہوں معنی مجازی مراد لینا
جائز نہیں اور یہاں معنی حقیقی کے مراد لینے سے کون مانع ہے اور بر تقدیر تسلیم
جواز کہا جاویگا کہ نہایت افی الباب اس آیت سے یہی ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ کو مجازاً
بھی اب نہ کہنا چاہئے مگر نفی اس ابوت مجازی سے نفی اخوت دینی کی کیونکر ہو سکتی
ہے اسلیے کہ اخوت دینی بآیۃ انما المؤمنون اخوۃ ثابت ہے اور نیز آنحضرتؐ نے
زید بن حارثہ کو اخونا و مولانا فرمایا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے چونکہ قسم دین
ہونے میں نسبت اخوت کی ہوتی ہے نہ نسبت ابوت کی لہذا خدا تعالی نے ابوت کی
نفی کی پس نفی ابوت سے کبھی نفی اخوت مانحن بصددہ کی نہیں ثابت ہو لیگی
اور حدیث میں آیا ہے فلیتأمل حق التامل فانک لا تجد من غیر ہذا انشاء اللہ تعالی

دعاوی ضد

پہلا دعوی یہ ہے کہ آیۃ لقد جاءکم من اللہ نور اور آیۃ یا ایھا الناس قد
جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبیناً اور آیۃ لقد جاءکم رسول
اور آیۃ و تعزروہ و توقروہ اور آیۃ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا
سے مولود کرنا ثابت ہے دوسرا دعوی یہ ہے کہ قیام مولد میں آنحضرتؐ پر درود
و سلام بھیجا جاتا ہے اور آنحضرتؐ پر درود و سلام بھیجنا منجملہ عبادات ہے اور عبادات

گذشتہ ہو کر فاذکر اللہ قیاماً وقعوداً سے ثابت ہے **تیسرا** دعوی یہ ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کو اپنی ولادت کے شکریہ کا روزہ رکھتے تھے اور
حضرت بلال کو بھی اس روزہ کا حکم دیا ہے پس مولد بھی درست ہوا کیونکہ مولد سے
آپ کی ولادت کی خوشی منظور ہوتی ہے **چوتھا** دعوی یہ ہے کہ حضرت موسی
علیہ السلام عاشورہ کو روزہ رکھتے تھے کیونکہ حضرت موسیٰ کی نجات اور غرق فرعون کا
یہی روز ہے آنحضرت بھی اس دن کو روزہ رکھتے تھے پس اس قصہ سے مولود بھی مستحب ہوا

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ استدلال مولد کا ان آیات خمسہ سے غیر صحیح ہے
لیکن پہلی دو آیتوں سے پس اسلئے کہ مراد نور سے ہدایت اور قرآن ہے بالفرض
اگر نور سے آنحضرت ہی مراد ہوں تو بھی دلیل مولد نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ مطلب
اس تقدیر پر یہی ہوا کہ تمھارے پاس رسول آئے اور مجرد رسول کا آنا دلیل مولد
کیونکر ہوا وقس علیہما الآیۃ الثالثۃ۔ لیکن آیت تعزروہ وتوقروہ سے
پس اسلئے کہ اس آیت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کی مدد اور ادب کیجاوے
آپ کی مدد یہی ہے کہ احیائے سنت اور اماتت بدعت کرے اور آپ کے ادب
سے یہ مطلب ہے کہ آپکی حدیث کو کسی احبار اور رہبان کے قول سے رد نکرے
قال اللہ تعالی لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی نہ یہ معنے ہیں کہ آپ کو عین خدا
ٹھیراوے اور آپ کی حدیثوں سے انکار کرے اور آپکا مولود کرے۔ بھلا اس
آیت کو مولود سے کیا علاقہ اور نسبت ہے۔ علی ہذا القیاس آیۃ قل الفضل
اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا سے بھی مولود نہیں ثابت ہوتا ہے اور یہ شبکہ

کہ آنحضرتؐ رحمۃ للعالمین ہیں مگر آپ کے ساتھ خوشی کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ آپکا مولود کرے۔ اگر اس آیت اور آیات سابقہ سے یہی طریقہ خوشی کا مراد ہوتا تو صحابہ کرام اول آپکا مولود کرتے اور نیز آنحضرتؐ لوگونکو اسکا حکم فرماتے اور نیز مجرد یہ خیال کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور آپکا مرتبہ بہت بزرگ ہے تو آپ کی ولادت باسعادت کا دن بھی بزرگ ہوگا۔ ان مقدمات سے آپکا مولود کرنا نہیں ثابت ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا فضیلت دینا آنحضرتؐ کو کسی بات کے ساتھ کسی زمان اور مکان میں اس امر کی دلیل نہیں ہوسکتی ہے کہ ہم ہر سال اوسکو مثل عید کے بناکر خوشی کریں تاوقتیکہ شارع سے اس خوشی کا حکم ارشاد نہو۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو مختلف وقتونمیں بہت سی فضیلتیں عنایت کی ہیں۔ مگر ساتھ اسکے آنحضرتؐ نے اون وقتون میں ہر سال خوشی کرنے کا حکم نہیں دیا اور نہ کسی صحابی سے اون وقتون میں خوشی کرنا مروی ہے۔ دیکھو بخاری میں یہ قصہ مروی ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ تم لوگ اپنی کتاب میں ایک آیت پڑھتے ہو۔ اگر ہم گروہ یہود پر وہ آیت نازل ہوتی اور روز نزول کو جانتے ہوتے تو ہم لوگ اوسکے لیے ایک عید کا روز مقرر کرتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ کون آیت ہے اوس نے کہا کہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ موجود اسکے حضرت عمرؓ نے اور نہ کسی صحابہ نے اوس دن کو سال بسال عید کا دن مقرر کیا اور حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ یہ آیت فلان دن اور فلان جگہہ نازل ہوئی تھی چنانچہ آپنے فرمایا کہ یہ آیت نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عرفہ میں دن جمعہ کو اور ہملوگ آپ کے ساتھ واقف تھے یہ عادت یعنی پیغمبرونکے ایام مفضلہ کو

عید بھی یا عادت اہل کتاب کی ہے و یؤید هذا ما افاده الحافظ ابن القیم فی
زاد المعاد فی بحث فضیلة لیلة الاسراء قال ولیس اذا اعطی الله نبیه صلی
الله علیه وسلم فضیلة فی مکان او زمان یجب ان یکون ذلک الزمان والمکان
افضل من جمیع الامکنة والازمنة هذا اذا قدر انه قام دلیل علی ان انعام
الله تعالی علی نبیه لیلة الاسراء کان اعظم من انعامه علیه بانزال القرآن
لیلة القدر وغیر ذلک من النعم التی انعم علیه والکلام فی مثل هذا یحتاج
الی علم بحقائق الامور ومقادیر النعم لا تعرف الا بوحی ولا یجوز لاحد ان
یتکلم فیها بلا علم ولا یعرف عن احد من المسلمین انه نقل للیلة الاسراء
فضیلة علی غیرها لا سیما علی لیلة القدر ولا کان الصحابة والتابعون لهم
باحسان یقصدون تخصیص لیلة الاسراء بامر من الامور ولا یذکرونها
ولهذا لا یعرف ای لیلة کانت وان کان الاسراء من اعظم فضائله صلی الله
علیه وسلم ومع هذا فلم یشرع تخصیص ذلک الزمان ولا ذلک المکان
بعبادة شرعیة بل غار حراء الذی ابتدئ فیه بنزول الوحی وکان یتحراه قبل
النبوة لم یقصده هو ولا احد من اصحابه بعد النبوة مدة مقامه بمکة
ولا خص الیوم الذی انزل فیه الوحی بعبادة ولا غیرها ولا خص المکان الذی
ابتدئ فیه بالوحی ولا الزمان بشیء ومن خص الامکنة والازمنة من
عنده بعبادات لاجل هذا وامثاله کان من جنس اهل الکتاب الذین جعلوا
زمان احوال المسیح مواسم وعبادات کیوم المیلاد ویوم التعمید وغیر
ذلک من احواله وقد رای عمر بن الخطاب جماعة یتبادرون مکانا یصلون فیه

فقال ما هذا قالوا مكان صلى فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
اتريدون ان تتخذوا آثار انبيائكم مساجد انما هلك من كان قبلكم بهذا
فمن ادركته فيه الصلاة فليصل والا فليمض انتهى - اس عبارت سے
مجلس مولد کی نکلنی بخوبی ہوگئی امید ہے کہ اب مولود ئے شر اوٹھائینگے اور رحمۃ
آیۃ میں مطلق مذکور ہے تو مولودیون کو چاہیے کہ اپنی اولاد کا بھی مولود کیا کرین
کیونکہ اولاد بھی خدا کی رحمت ہیں علی ہذا القیاس ہزارون چیزین خدا کی رحمت ہیں
پس چاہیے کہ ہر ہر رحمت کے مقابل ایک طریقہ خوشی کا نکالین - مولف رسالہ نے
مولود کو ان آیات سے نصی کہا ہے کیا مسئلہ نصی کی یہی تعریف ہے کہ وہ
مسئلہ نصوص متعددہ سے ثابت ہو اور کسی صحابہ و تابعین اور تبع تابعین
اور ائمہ مجتہدین سے اوسپر عمل نہ پایا گیا ہو اور ساتھ اسکے آنحضرت نے
بھی اسکو حکم نہ دیا ہو - واہ رے مسئلہ نصی اور واہ رے نص کے جاننے والے
ع برین عقل و دانش بباید گریست ۔ غنیمت ہے کہ چند ہی آیت سے استدلال
مولود کیا گیا اگر سارے قرآن پاک کو دلیل مولود کہہ دیوین تو کون روک سکتا ہے
دوسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ آیۃ فاذکروا الله قیاما وقعودا سے یہ
قیام کذائی نہیں ثابت ہوتا ہے اس آیت سے اسیقدر ثابت ہوگا کہ آپکے
فضائل کا بیان قیاما وقعودا دونوں طرح پر درست ہے جیسے طریقہ وعظ
ونصیحت کا ہے تخصیص قیام عین وقت بیان ولادت کیسے ثابت ہوئی اس
قیام میں یہ وجہ نہیں ملحوظ ہے کہ عبادت قیاما بھی درست ہے اگر یہ وجہ
ملحوظ ہوتی تو مجلس مولد میں ابتدا سے آخر تک قیام کیا جاتا بلکہ ہر ایک عبادت میں

برابر قیام کیا جاتا اور اگر صرف اباحت قیام پر قناعت ہوتی تو احیانا اسکا تخلف بھی
وقت ذکر ولادت پایا جاتا مولف رسالہ کی یہ تقریر مین تفصیل نقولون بافواہھم
ما لیس فی قلوبھم اہل مولد کے نزدیک اس قیام مین دو امر ملحوظ ہین بعضو نکا
یہ خیال ہے کہ آپکی روح پاک تشریف لاتی ہے اور بعضو نکا یہ خیال نہین ہے
بلکہ وہ صرف بموافقت اخوان اوٹھ کھڑے ہوتے ہین یہ دونون امر ممنوع ہین اول کا
ممنوع ہونا تو ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد باطل اور شرک ہے دوسرا امر بھی ممنوع ہے
کیونکہ یہ امر لغو ہوا اور ایسا فعل افعال مجانین سے شمار کیا جاتا ہے اگر بعض اہل
مولد کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ قیام بنظر تعظیم آنحضرتؐ کیا جاتا ہے تو اوسکی یہ
گذارش ہے کہ اولا تو قیام تعظیمی مین اختلاف ہی ہے - اور راجح یہی ہے کہ
بنص حدیث منہی عنہ اور رسم عجم ہے - بالفرض درست بھی ہو تو قیام تعظیم کا
محل یہ ہے کہ وہ شخص جسکی تعظیم منظور ہے حاضر بھی ہو اور ظاہر ہے کہ محفل مولد مین نہ
آپ حاضر رہتے ہین اور نہ آپکی روح پاک پھر تعظیم کس چیز کی کیجاتی ہے خاک
پتھر کی اور اگر یہ خیال اہل مولد کا صحیح ہے تو اونکو ہر مجالس مین من اولہ الی آخرہ
قیام کرنا چاہیئے کیونکہ بالخصوص وقت ذکر ولادت باسعادت کے سرور عالم کے
حاضر ہونیکی کوئی معنی نہین اور اگر اہل مولد کا یہ خیال ہے کہ آنحضرتؐ بالخصوص
وقت ذکر ولادت اون مجالس مین حاضر ہوتے ہین اور جسطرح آپ ایکبار دنیا
مین وقت ولادت تشریف لائے تھے اوسیطرح پھر اوسوقت تشریف لاتے ہین جیسا کہ
اون اشعار سے جو اہل مولد وقت ذکر ولادت باسعادت پڑھا کرتے ہین اور کچھ
مولف نے بھی اونمین سے صفحہ ۱۸ مین نقل کیے ہین مثل ع آمد آمد سرور عالم کی ہے

آمد آمد سید اکرم کی ہے ٭ آمد آمد ہے شہ ابرار کی ٭ آمد آمد ہے بڑے سردار کی ٭
آمد آمد شافع محشر کی ہے ٭ آمد آمد اپنے پیغمبر کی ہے ٭ ؎ جلوہ افزا آج ہوتا
ہے یہاں ٭ نور سے جسکے ہوا سارا جہاں ٭ ؎ آج محبوب خدا کی دید ہے ٭
عید ہے اہل نظر کی عید ہے ٭ تو سخت بے ادب ہیں ادنی سے ادنی آدمی بھی
اپنے نسبت اسطرح کی حیائی کو ہرگز گوارا نہ کریگا - اور یہ عقل کے دشمن ایسے
ہیں کہ حضرت رسول اکرم سید ولد آدم اشرف کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وصحبہ وسلم افضل الصلوات والتسلیمات کے نسبت اس محبت اور تعظیم کا پیرو بھی نہ
بیحیائی کو گوارا کر رہا اور بالذین ضل سعیہم فی الحیوة الدنیا وہم یحسبون انہم
یحسنون صنعا کے مصداق بن بیٹھے ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا
انہیں خیالات باطلہ کی وجہ سے قیام اور مولد کا انکار کیا جاتا ہے اور کنہیا کے
جنم کے ساتھ تشبیہ دیا جاتا ہے - ولا ریب ان خیالات اصحاب الملل دموافقة
بخیالات الیہود والہنود - ورنہ آپ کے نفس بیان فضائل سے کسکو انکار ہے
آن ال مولد میں جسطرح دائر و سائر ہے البتہ اوس سے انکار ہے کہ لا فرق
حاصل یہ کہ قیام مولد کسیطرح پر درست نہیں ہے اگر نفس بیان فضائل النبی الاطہر
شئے کے مرتبہ میں بھی ہو تو بھی وقت بیان ولادت قیام کرنا بدعت ہوگا کیونکہ محل
اس قیام کا نہیں پایا جاتا ہے - اب چند عبارتیں قیام مذکور کے بدعت ہونے پر
نقل کیجاتی ہیں ٭ شیخ منیر الدین بحر الآثار طریقت السلفیہ میں فرماتے ہیں قد سلمات
بعض الجہال الصور الکثیرة لا اصل لہا فی کتاب ولا سنة منہا القیام عند ذکر
ولادة سید الانام علیہ التحیة والسلام اور حجة العشاق میں ہے ما یفعلہ

العوام من القیام عند ذکر وضع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام لیس بشیٔ بل ھو منکر و شیخ محمد شامی اپنی کتاب سیرۃ میں فرماتے ہیں جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ لا اصل لہ وتفصیل القیام والمولد فی المدخل لابن امیر الحاج الحنفی تیسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ رکھنا روز دوشنبہ کو اسوجہ سے نہ تھا کہ آپ دوشنبہ کو پیدا ہوئے تھے روایت مسلم کی یہ ہے عن ابی قتادۃ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علیّ اسمیں فیہ ولدت قید اتفاقی بتقریب ذکر روز دوشنبہ ہے جیساکہ قاضی نے شرح مسلم میں حدیث خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم الحدیث کی شرح میں بیان کیا ہے قال الظاھر ان ھذہ القضایا المعدودۃ لیست لذکر فضیلتہ الخ یعنی جمعہ کی فضیلت اسوجہ سے نہیں ہے کہ اسمیں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں یا اسیطرح اور امور جو اسمیں ہوئے ہیں اونکی وجہ سے اسمیں فضیلت نہیں ہے بلکہ چونکہ ذکر جمعہ کا آگیا اسوجہ سے جو امور اس دن میں ہوئے تھے اون سے آپنے اطلاع دیدی اسیطرح جب آپ سے صوم یوم الاثنین کا سوال کیا گیا تو آپنے اپنی ولادت کا حال بتقریب ذکر روز یوم الاثنین بیان فرمادیا آپ بوجہ ولادت کے روزہ دوشنبہ کو نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ اسوجہ سے روزہ رکھتے تھے کہ اس دن میں اعمال پیش ہوتے ہیں جیساکہ روایات ذیل صاف اسپر دال ہیں۔ حافظ عبد العظیم منذری ترغیب ترہیب میں فرماتے ہیں

عن ابی هریرة رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
قال تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی وانا صائم
رواه الترمذی وقال حدیث حسن غریب + وعن ابی هریرة ایضا ان النبی صلی
الله علیه وسلم کان یصوم الاثنین والخمیس فقیل یا رسول الله انك تصوم
الاثنین والخمیس فقال ان یوم الاثنین والخمیس یغفر الله فیهما لکل مسلم
الا مهتجرین یقول دعهما حتی یصطلحا رواه ابن ماجه ورواته ثقات ورواه
مالك ومسلم وابو داؤد والترمذی باختصار ذکر الصوم ولفظ مسلم
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تعرض الاعمال فی کل اثنین وخمیس فیغفر الله
عز وجل فی ذلك الیوم لکل امرئ لا یشرك بالله شیئا الا امرأ کانت بینه وبین
اخیه شحناء فیقول اترکوا هذین حتی یصطلحا وفی روایة تفتح ابواب الجنة
یوم الاثنین والخمیس فیغفر لکل عبد لا یشرك بالله شیئا الا رجل کان بینه
وبین اخیه شحناء ورواه الطبرانی ولفظه قال تنسخ دواوین اهل الارض
فی دواوین اهل السماء فی کل اثنین وخمیس فیغفر لکل مسلم لا یشرك بالله
شیئا الا رجل بینه وبین اخیه شحناء وعن اسامة بن زید رضی الله عنه
قال قلت یا رسول الله انك تصوم حتی لا تکاد تفطر وتفطر حتی لا تکاد تصوم
الا یومین ان دخلا فی صیامك والا صمتهما قال ای یومین قال یوم الاثنین
والخمیس قال ذلك یومان تعرض فیهما الاعمال علی رب العالمین فاحب ان
یعرض عملی وانا صائم رواه ابو داؤد والنسائی وفی اسناده رجل مجهول لان
مولی قدامة ومولی اسامة ورواه ابن خزیمة فی صحیحه عن شرحبیل بن سعد

عن اسامة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم الاثنين والخميس
ويقول ان هذين اليومين تعرض فيهما الاعمال وعن جابر رضى الله عنه ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال تعرض الاعمال يوم الاثنين والخميس فمن مستغفر
فيغفر له ومن تائب فيتاب عليه ويرد اهل الضغائن بضغائنهم حتى يتوبوا
رواه الطبرانى ورواته ثقات وعن عائشة رضى الله عنها قالت كان رسول
الله صلى الله عليه وسلم يتحرى صوم الاثنين والخميس رواه النسائى وابن ماجة
والترمذى وقال حديث حسن غريب چوتھے دعوے پر یہ بحث ہے کہ آنحضرت صلعم کا
روزہ رکھنا عاشورہ کو شکریہ نہ تھا بلکہ صرف بموافقت موسیٰ علیہ السلام تھا جیسا کہ روایت
بخاری کی دلالت کرتی ہے عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قدم المدينة فوجد اليهود صياما فقال لهم ما هذا اليوم الذى تصومونه فقالوا هذا يوم عظيم انجى
الله فيه موسى وقومه واغرق فرعون وقومه فصامه شكرا فنحن نصومه
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم نحن احق واولى بموسى منكم فصامه رسول الله
صلى الله عليه وسلم وامر بصيامه اخرجه البخارى اور اس روزہ رکھنے کی وجہ مذکور کے
سوا اور بھی دو وجہیں آئی ہیں روایات ذیل سے واضح ہوتی ہیں عن ابى هريرة عن
النبى صلى الله عليه وسلم وصوموا يوم عاشوراء يوم كانت الانبياء تصومه
فصوموه اخرجه ابن ابى شيبة وروى البزار عنه ايضا عاشوراء عيد نبى
كان قبلكم فصوموه بالفرض والتقدير اگر روزہ عاشورہ یا روزہ یوم الاثنین
شکریہ تھا تو اقتدار رسول اسی امر کو مقتضی ہے کہ روزہ ہی رکھا جاوے نہ یہ کہ
آپکا مولود کیا جاوے اپنی جانب سے ایک نیا طریقہ نکال کے خوشی کرنا اور طریقہ رسول کو

چھوڑنا افرأیت من اتخذ الٰہہ ھواہ کا مصداق بنتا ہے اتباع محبت رسول اسیکا نام ہے کہ آپ روز دوشنبہ کو روزہ سے رہتین اور ریاکار لوگ قربیان اور میٹھائیان چکھین آس مجلس مولد سے آپکے فضائل کا نام ہی نام ہے ورنہ اصل میٹھائیون سے کام ہے۔ دیکھیو شاہ اربل جو اس مولد کا موجد ہے کتنا بڑا اہتمام کرتا تھا اور کیا کچھہ خرچ کرتا تھا اس باعث سے لوگ کثرت سے جمع ہوتے تھے ابن دحیہ نے ایک رسالہ بھی مولود مین لکھکر پیش کیا اور اوسپر انعام پایا ؛

دعاوی

پہلا دعوی یہ ہے کہ خوشی کے دن اور تاریخ کا لحاظ ضرور چاہئے **دوسرا** دعوی یہ ہے کہ اطاعت رسول عین اطاعت خدا ہے پس ذکر رسول بھی عین ذکر خدا ہوا اور مولد شریف مین خدا اور خدا کے رسول کا ذکر ہوتا ہے پس مولد کیونکر نادرست ہوا اور کیونکر کنھیا کا جنم ہوا **تیسرا** دعوی یہ ہے کہ آیۃ واما بنعمۃ ربک فحدث سے مولود ثابت ہے **چوتھا** دعوی یہ ہے کہ حسان بن ثابت کو اپنے فضائل بیان کرنیکا حکم دیا ؛

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ تاریخ وغیرہ کا لحاظ جب صحیح ہوگا کہ اولا اعادہ شکریہ اور من شکریہ کے روز کا نکیر مین ثابت ہو شارع سے کہین اعادہ شکریہ نہین پایا جاتا عقیقہ کرنا آپکا بعد نبوۃ باوجود اسکے کہ آپکے جد عبد المطلب نے آپکے پیدایش کے ساتوین روز عقیقہ کیا تھا دلیل اعادہ شکریہ نہین ہے دو وجہ سے ایک تو یہ کہ حدیث اعادہ عقیقہ جسکا لفظ یہ ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن نفسہ بعد النبوۃ مع انہ قد ورد ان جدہ عبد المطلب

عنہ فی سابع ولادتہ اخرجہ البیہقی عن انس باطل اور منکر ہے جیسا کہ نووی نے شرح مہذب میں بیان کیا ہے۔ اور حلبی نے اپنی سیرۃ میں امام احمد سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے فرمایا ان ھذا الحدیث منکر۔ دوسرے یہ کہ یہ حدیث صحیح بھی مان لیجاوے تو بھی اعادہ شکریہ نہین ثابت ہوتا ہے اسواسطے کہ جائز ہے کہ حضرت نے فعل عبد المطلب کا بوجہ نہونے بطور شرع کے غیر معتبر سمجھکر اپنا عقیقہ خود کر لیا ہو اور اگر عبد المطلب کا فعل معتبر بھی کر لیا جاوے تو بھی اعادہ شکریہ نہین ثابت ہوتا اعادہ شکریہ کا تحقق جب ہے تو یہ مطلب ہے کہ ایک ہی شخص کا فعل دو دفعہ پایا جاوے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک ہی دفعہ اپنا عقیقہ کیا اور اگر یہ عقیقہ اعادہ شکریہ ہوتا تو آپ ایک ہی بار اپنا عقیقہ کیون کرتے ہر سال نہ کیا کرتے اور جب تاریخ اور دن کا لحاظ ضرور ہے تو چاہیے کہ جب بارہوین ربیع الاول روز دوشنبہ کو پڑے تب مولود کرے۔ اگر بارہوین تاریخ کسی اور دن کو پڑے تو نہ کرے۔ اس تقریر سے ہر ربیع الاول مین مولود کرنا حسب زعم مولف ناجائز ٹھیرا کیونکہ توافق ان دونون امرونکا احیانا ہوگا نہ ہر سال اور نیز سال توافق مین ایک ہی روز مولود کرنا ہوگا۔ حالانکہ عمل مولودیونکا اسکے خلاف ہے۔ اور غالباً مولف کا بھی عمل اسکے خلاف ہوگا۔ مولف کی تقریر سے بعض ہی کا مولود جائز ہوتا ہے الحمد للہ کہ این ہم غنیمت ست۔

دوسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ اگر ذکر رسول عین ذکر خدا علی الاطلاق ہو تو جسطرح خدا کا نام ذبیحہ پر لیکر ذبح کرنے سے حلال ہو جاتا ہے اسیطرح

رسولؐ کا نام لیکر ذبح کرنے سے بھی ذبیحہ حلال ہو جانا چاہیے وَاللازم باطل فالملزوم مثلہ۔ ذکر خدا و رسول من کل وجہ درست نہیں ہوا کرتا ہے ذکر وہی درست ہوا کرتا ہے جو بطور مشروع ہوا جو بطور مشروع نہو وہ ممنوع ہے اسیلیے بعض اذکار کو جو بطور مشروع نہیں ہیں علماء نے ممنوع قرار دیا ہے دیکھو صلوۃ الرغائب وغیرہ کو با وجودیکہ نماز تھا ہے۔ مگر علماؤن نے اوسپر حکم بدعت کا دیا۔ ردالمحتار حاشیہ در مختار مین ہے وقد صرح بعض علمائنا وغیرھم بکراھۃ المصافحۃ المعتادۃ عقب الصلوٰۃ مع ان المصافحۃ سنۃ وما ذاک الا لکونھا لم توثر فی خصوص ھذا الموضع فالمواظبۃ فیہ توھم العوام بانھا سنۃ ولذا منعوا عن الاجتماع لصلوٰۃ الرغائب التی احدثھا بعض المتعبدین لانھا لم توثر علی ھذہ الکیفیۃ فی تلک اللیالی المخصوصۃ وان کانت الصلوٰۃ خیر موضوع انتھی والتفصیل فی المدخل لابن الحاج الحنفی یہی احتفال اور اجتماع وتعیین اس ذکر مانحن بصددہ کو مانع ہے اگر ہر ذکر من کل وجہ درست ہوا کرے تو کسی بدعت کا ثبوت ہی نہو اور حدیث کل بدعۃ ضلالۃ بیکار ہو جاوے تیسرے اور چوتھے دعوے کا بطلان تقاریر سابقہ سے واضح ہے حاجت تفصیل کی نہیں

دعاوی صفحات مختلف

صفحہ ۱۰ مین دعوی ہے کہ جسوقت ثویبہ لونڈی ابولہب نے ابولہب کو حضرت کی ولادت باسعادت کی خبر دی ابولہب نے آپ کی ولادت کی خوشی مین ثویبہ کو

آزاد کر دیا اسیوجہ سے ابولہب کو دوشنبہ کے روز عذاب مین تخفیف ہوتی ہے پھر جب کافر جسکی برائی مین تبت یدا نازل ہوئی آپ کی ولادت کی خوشی کرنے سے عذاب مین تخفیف ہوئی تو جو لوگ مسلمان ہین آنحضرت صلعم کی ولادت کی خوشی کرین تو کیونکر نہین موجب نجات عذاب جہنم ہوگا ؛ صفحہ ۲۵ کے حاشیہ پہ دعوی ہے کہ آنحضرت بہت آیات کے موافق اذن شفاعت پاچکے تھے - صفحہ ۲۷ مین یہ دعوی ہے کہ سلسلہ تصوف حضرت علی رض سے ہے ؛

ان دعاوی پر بحث

پہلے دعوے پر یہ بحث ہے کہ اصل قصہ ابولہب کا یون ہے کہ جب ابولہب مر گیا تو حضرت ابن عباس رض نے ابولہب کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ اے ابولہب تیرا کیا حال گذرا اوس نے جواب دیا کہ جب دوشنبہ کی رات آتی ہے کسیقدر عذاب مین تخفیف ہوجاتی ہے اسلیے کہ مین نے اوس روز محمد کی خبر سنکر اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا تھا - اس قصہ سے مولد کا ثبوت غیر صحیح ہے اسلیے کہ یہ حضرت ابن عباس رض کا خواب ہے اور خواب سوا پیغمبر کے حجت نہین ہوتا ہے - دوسرے یہ کہ کافر کا کار خیر موجب تخفیف عذاب نہین ہوتا ہے بدلیل قولہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا پس یہ آیت اس قصہ کے مخالف ہوئی پس احتجاج اس قصہ سے ہبار منثورا ہوگیا - تیسرے یہ کہ کافر کی خبر روایت مین نامعتبر ہوتی ہے اور یہ خبر ابولہب کافر قطعی جہنمی کی ہے ؛ دوسرے دعوے پر یہ بحث ہے کہ کن آیات سے آنحضرت صلعم شفاعت کا اذن پاچکے ہین اون آیات کو نقل فرمائیے کتاب و سنت سے شفاعت بالاذن

ثابت ہے اگر شفاعت کا وجود خدا تعالیٰ سے ہے قال اللہ تعالیٰ قل للہ الشفاعۃ
جمیعا آن امین کیا شک ہے کہ باب شفاعت آپ ہی سے مفتوح ہوگا شفاعت
بالاذن کی تقریر اس سے زیادہ عنقریب آتی ہے ✤ تیسرے دعوے
یہ بحث ہے کہ سلسلۂ تصوف جو حضرت علی رض سے بواسطہ حسن بصری چلا آتا ہے
اسکی اصل نہیں ہے اسلیئے کہ حسن بصری کو حضرت علی سے لقا نہیں ہے جیسا کہ
عبارات ذیل سے واضح ہوتا ہے سیوطی نے گو ثبوت لقا میں زور دیا ہے
مگر صحیح مذہب عدم لقا ہے بالفرض اگر لقا مان بھی لیا جاوے تو بھی ثبوت
لقا دلیل خرقہ و سلسلۂ تصوف کی نہیں ہے خرقہ پہنانا حضرت علی رض کا حسن بصری کو
یا حضرت علی رض سے سلسلۂ تصوف جاری ہونا اسکی اسناد بحوالۂ کتاب نقل ہونا چاہیئے
قال مسلم بن الحجاج فی مقدمۃ صحیحہ حدثنی حسن بن علی الحلوانی قال حدثنا
یزید بن هارون قال نا همام قال دخل ابو داؤد الاعمی علی قتادۃ فلما قام
قالوا ان هذا یزعم انہ لقی ثمانیۃ عشر بدریا فقال قتادۃ هذا کان
سائلا قبل الجارف لا یعرض لشیء من هذا و لا یتکلم فیہ فواللہ ما حدثنا
الحسن عن بدری مشافهۃ و لا حدثنا سعید بن المسیب عن بدری
مشافهۃ الا عن سعد بن مالک انتهی۔ قال محی الدین ابو زکریا النووی
فی شرح مقدمۃ صحیح مسلم المراد بهذا الکلام ابطال قول ابی داؤد الاعمی
هذا و زعمہ انہ لقی ثمانیۃ عشر بدریا فقال قتادۃ الحسن البصری و سعید بن
المسیب اکبر من ابی داؤد الاعمی و اجل و اقدم سنا و اکثر اعتناء بالحدیث
و ملازمۃ اهلہ و الاجتهاد فی الاخذ عن الصحابۃ و مع هذا کلہ ما حدثنا

واحد منهما عن بدري واحد فكيف يزعم ابو داؤد الاعمى انه لقي ثمانية عشر بدريا هذا بهتان عظيم انتهى - قال الحافظ ابن الجوزي في كتاب الموضوعات في باب النهي عن الحجامة يوم السبت ويوم الاربعاء من ابواب كتاب الطب قال ابو حاتم بن حبان الحسن لم يشافه عمر ولا ابن عمرو لا ابا هريرة ولا سمرة ولا جابرا ولا بدريا الا عثمان بن عفان وعثمان يعد في البدريين ولم يشهدها انتهى قلت اذا ثبت بهذه العبارات ان الحسن لم يسمع من احد من بدريين فلم يثبت سماعه من علي فانه من البدريين اخرج البخاري عن ابي اسحاق قال سال رجل البراء وانا اسمع قال اشهد علي بدرا قال بارز وظاهر حقا انتهى - قال الترمذي في جامعه في باب ما جاء فيمن لا يجب عليه الحد من ابواب الحد ولا نعرف للحسن سماعا من علي بن ابي طالب - وقال الحافظ شمس الدين السخاوي تلميذ الحافظ ابن حجر العسقلاني في المقاصد الحسنة في بيان كثير من الاحاديث المشتهرة على الالسنة لبس الخرقة الصوفية وكان الحسن البصري لبسها من علي قال ابن دحية وابن الصلاح انه باطل - وكذا قال شيخنا انه ليس في شيء من طرقها ما يثبت ولم يرد في خبر صحيح ولا حسن ولا ضعيف ان النبي صلى الله عليه وسلم البس الخرقة على الصورة المتعارفة بين الصوفية لاحد من اصحابه ولا امر احدا من اصحابه بفعل ذلك فكلما يروى في ذلك صريحا فباطل ثم ان من الكذب المفترى قول من قال ان عليا البس الخرقة الحسن البصري فان ائمة الحديث لم يثبتوا للحسن من علي سماعا فضلا ان يلبسه الخرقة ولم ينفرد شيخنا بهذا بل سبقه اليه جماعة من الحفاظ كالدمياطي والذهبي والهكاري

وابن حبان والعلائی والمغلطائی والعراقی وابن الملقن والابناسی والحلبی المحلی وابن ناصر الدین انتہی وقال علی القاری فی المصنوع فی الاحادیث الموضوعۃ لیس الخرقۃ الصوفیۃ وکون الحسن البصری لبسہا من علی قال ابن دحیۃ وابن الصلاح انہ باطل وکذا قال ابن حجر الحفاظ اتفقوا علی انہ لا اصل لہ وقال العلامۃ السخاوی فی الایضاح واما طریقۃ الحسن البصری عن علی فعلماء الحرمین ینکرون سماعہ منہ وروایتہ عنہ لعدم اتصالہ بہ وان کان ممکنا وقال ابن تیمیۃ فی منہاج السنۃ یقولون ان الحسن صحب علیا وھذا باطل باتفاق اھل المعرفۃ فانہم متفقون علی ان الحسن لم یجتمع بعلی وانما اخذ عن اصحاب علی عن الاحنف بن قیس بن عباد وغیرہما عن علی انتہی۔

مطاعن صفحات متشتتہ

ص۲۴ میں مولانا شہید پر یہ اعتراض ہے کہ انھوں نے تقویۃ الایمان میں لکھدیا کہ رسول اللہ تمام آدمیوں سے افضل ہیں کہ بڑے عقیل یا دروانا تھے سچے اتنے بڑے عابد زاہد پرہیزگار سبحان اللہ کیا تعریف مجہول بالمجہول ہے کفار بھی تو آپکو امین کہتے تھے نصارا بھی تو آپکو بڑے عقیل گنتے ہیں۔ الی ان قال نعوذ باللہ من ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اسیقدر ٹھیرادی کہ بڑے عابد و زاہد سچے دیندار آدمی تھے۔ یہی کیوں نہ لکھدیا کہ بجمیع ملکت وبہوائے سلطنت جہاد ایجاد کیا کہ اپنے حال سے موافق پڑا ۔ ص۳۵ میں یہ طعن ہے کہ قیامت مین تو آپ باعتقاد حضرات موحدین ایک احد من الناس سے ہونگے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کے روسے خداوند تعالی جسکو چاہے شفیع گردانے چاہے عبد الوہاب نجدی کی شفاعت کو مانئے یا مولوی اسمعیل صاحب سے جنھون نے

خدا کی راہ میں جان دی الخ۔ ان مطاعن پر بحث

پہلے طعن پر یہ بحث ہے کہ مولانا شہید نے جب آنحضرت صلعم کو تمام آدمیوں سے افضل بتادیا تو پھر کیا منظور ہے کیا آپکو خدا ٹھیرا دیا جاوے۔ یہ مولوی ناحق مولانا شہید پر اعتراض کرتے ہیں کیا کفار اور نصارا بھی آپکو افضل الاناسی جانتے ہیں کیا آپ کی امانت داری اور عقلمندی سے انکار ہے جو اعتراض بیہودہ کیا جاتا ہے۔ کیا مخالفین نبی کے نزدیک جو تعریف مرکوز خاطر ہوا اس سے تعریف نہیں کرنا چاہئے۔ کیا اہل کتاب آپکو نبی اور رسول نہیں جانتے تھے ہاں جانتے تھے قال اللہ تعالی یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اور جب آپکو نبی جانتے تھے تو اب آپکو نبی کہنا بھی منع ہو جاویگا اسلئے کہ اہل کتاب بھی آپ کو نبی جانتے تھے آپکو افضل الناسی جاننا اور آپ کو نبی اور امانت دار اور عقیل کہنا اسیکا نام تعریف مجہول بالمجہول ہے استغفر اللہ ثم استغفر اللہ مولف رسالہ نے بھی آپکو فصیح اور زاہد وغیرہ کہا ہے فما ھو اعتراضک علیہ ھو اعتراضنا علیک مولف نے صریحاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کیوں نہ لکھدیا تاکہ اپنے عقیدہ سے بخوبی موافقت پڑجاتا اور نیز جنان اور لسان کا توافق بخوبی ہو جاتا واضح ہو کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی مدارج النبوۃ میں آنحضرت کی تعریف ان صفتوں سے کی ہے آپکی عقل کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ وصل در بیان عقل کامل و علم شامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق دانستہ شد از انچہ مذکور شد کہ اخلاق شریفہ نبوی اعظم واتم واکمل اخلاق ست واصل و منبع ومنشا آن عقل ست الخ صدق کی تعریف میں فرماتے ہیں عبد اللہ بن ابی الحمار گفت خریدم از آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پیش از بعثت چیزی وا قیماندہ بود او را چیزی از ثمن بیع وعدہ کردم آنحضرتؐ را کہ ہمی جا می آرم وفراموش کردم وبعد از سہ روز یاد آمد ناگاہ می بینم کہ آنحضرتؐ ہمانجا نشستہ است فرمود در مشقت انداختی تو مرا من ہمین جا ام درین مدت سہ روز انتظار میبردم ترا روا داوبو داؤد وبدا این نہایت تواضع وصبر وصدق وعدہ ہست ۔ آپکی امانت کی تعریف مین فرماتے ہین بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امین ترین مردم واعدل واعطف واصدق کہ اعتراف میکردند بدان دشمنان وبیگانگان وپیش از نبوت او را محمد الامین نام میکردند ۔ آپکے زہد مین فرماتے ہین وصل در بیان زہد آنحضرتؐ احادیث واخبار در ذکر این سیرت وصفت کمال آن در ذات کامل الصفات آنسرور بسیار است الخ اب مولف صاحب پر لازم ہے کہ ان حضرت پر بھی اعتراض جمائین تمام کتب دینیہ مین آپکی تعریف ان صفات سے موجود ہے ہم نہین سمجھتے کہ تعریف مجہول بالمجہول کیسے ہوئی کیا آپکی تعریف اسکے برعکس کرنے سے یہ اعتراض جاتا رہیگا ناظرین انصاف کرینگے اس بیہودہ اعتراض کا کچھ ٹھکانا ہے ۔ اصل یہ ہے کہ اہل موالید آنحضرت مین درجہ الوہیت کا ثابت کرتے ہین اسلیے ان صفات کو آپ کے حق مین معیوب جانتے ہین ۔ اور آپکو بڑے بھائی کہنے سے اسیوجہ چڑتے ہین ۔ ان مولویونکا عقیدہ نصاریٰ سے ملتا ہوا ہے ۔ نصاریٰ بھی حضرت عیسیٰ کو من وجہ انسان کہتے ہین ومن وجہ خدا نعوذ باللہ من ھذہ العقیدۃ المہلکۃ دوسرے طعن پر یہ بحث ہے کہ کیا موحدین آنحضرتؐ کی شفاعت انکار کرتے ہین جو اعتراض مردود کیا جاتا ہے موحدین کا تو یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت

قیامت کے دن اول آپ ہی شفیع ہونگے آپ کے بعد آپ کی امت کے صلحاء
و شہداء ہونگے کیا شفاعت صلحاء و شہداء سے انکار ہے جو ناحق
جمہور و طعن کے مرتکب بنتے ہیں اب چند عبارتیں شفاعت بالاذن میں منقول
ہوتی ہیں تفسیر معالم میں قل للہ الشفاعة جمیعا کے تحت میں ہے قال
مجاھد لا یشفع احد الا باذنہ ملا جلال دوانی شرح عقائد عضدیہ میں تحریر
فرماتے ہیں و الشفاعة لدفع العذاب و رفع الدرجات حق لمن اذن له
الرحمن من الانبیاء والمومنین بعضھم لبعض امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے
ہیں قوله صلی اللہ علیہ وسلم فاستاذن علی ربی فیوذن لی قال القاضی عیاض معناہ فیوذن
لی فی الشفاعة الموعود بها امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں ام اتخذوا
من دون اللہ شفعاء ان فی یوم القیمة لا یملك احد شیئا فلا یقدر احد علی
الشفاعة الا باذن اللہ فیکون الشفیع فی الحقیقة ھو اللہ الذی یاذن فی
تلك الشاعة انتھی۔ علامہ ہاشم سندی حنفی فرائض الاسلام میں فرماتے ہیں
ان شفاعة نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء علیھم السلام
و شفاعة الاولیاء والعلماء والصلحاء بعد ان یاذن اللہ تعالی لھم حق
ھکذا فی غیرھا من المعتبرات ان عبارات سے واضح ہوا کہ شفاعت کا
حکم قیامت کے دن ہوگا اس دار دنیا میں کسیکو حکم شفاعت کا نہیں ہوا ہے

دعاوی مہجورہ

ص۷ میں روے رسول خدا کو مظہر نور خدا لکھا ہے۔ ص۸ میں آپ کی صورت کو
آئینہ مظہر ذات الہی لکھا ہے۔ ص۸ میں آپ کی فصاحت کی تعریف میں

یہ لکھا ہے کہ کیونکر اونکی تعریف احاطہ امکان سے باہر ہو دران حالیکہ قرآن شریف کی ایک چھوٹی سی آیت کے مثل کوئی نہ لاسکا ۔ صفحہ ۱۶ مین لکھا ہے کہ نطفہ مصطفویہ شب جمعہ کو عبداللہ سے منتقل ہو کر آپ کی والدہ ماجدہ کو میسر ہوا اسیواسطے امام احمد نے شب جمعہ کو شب قدر سے بہتر لکھا ہے ۔ صفحہ ۱۶ مین اپنی مشکلون کی آسانی کو نام محمد سے آرزو کی ہے ۔ صفحہ ۲۷ مین آنحضرت کو یارسول اللہ کہا ہے اور آپ سے ہند سے مدینہ جانے کی مدد چاہی ہے اور سوا اسکے اور بھی باتین اسکے مثل لکھی ہین ۔ صفحہ ۳۲ مین لکھا ہے کہ آنحضرت کی دعا سے حضرت علی رضہ کے لئے آفتاب نے رجعت کی ۔ صفحہ ۳۳ مین مناجات مین وسیلہ بحق نبی کیا ہے ✚

ان دعاوی پر بحث

صفحہ اور ۶ کے دعوے پر یہ بحث ہے کہ روح رسول کو مظہر نور خدا یا مظہر ذات الٰہی کہنا نہین درست ہے اسکا بطلان ہماری تقاریر بالا سے ظاہر ہے حاجت تفصیل نہین ✚ صفحہ ۸ کے دعوے پر یہ بحث ہے کہ آنحضرت کی صفات کی تعریف مین جو عبارت لکھی ہے اوس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن شریف آنحضرت کا کلام ہے نعوذ باللہ منہ ✚ صفحہ ۱۶ کے دعوے پر یہ بحث ہے کہ اس دعوے پر کہ امام احمد نے شب جمعہ کی فضیلت شب قدر پر اسلئے دی ہے کہ اس شب کو نطفہ مصطفویہ قرار پایا دلیل درکار ہے ۔ بالفرض اگر کہا بھی ہو تو یہ قیاس کہ اس شب استقرار مین عجائبات و غرائبات ہوئے ہین لہذا شب قدر سے افضل ہوگی یہ قیاس مستلزم افضلیت کو نہین ہے اور تفتیکہ شارح سے

نہ ثابت ہو قرآن پاک وحدیث شریف میں شب قدر کی افضلیت وارد ہے شب
استقرار نطفہ کی افضلیت نہیں آئی ہے اس دعوی کا بطلان عبارت طویلہ
حافظ ابن القیم سے (جو اوپر مذکور ہو چکی ہے) بخوبی واضح ہے اور نیز
جس شب کو نطفہ مصطفویہ کا قرار ہوا تھا اوسی شب کی فضیلت ہوگی اسکی
نظیر کی فضیلت کیونکر ہوگی وہ من ادعی خلاف فعلیہ البرھان ۔ ص۲۶ کے
دعوے پر یہ بحث ہے کہ نام محمد سے اپنی مشکلوں کی آسانی چاہنا نہیں درست
ہے اس وسیلہ کے جواز پر دلیل چاہئے ۔ ص۲۷ کے دعوے پر یہ بحث
ہے کہ یا رسول اللہ کہنا غیر موضع حکایت اور حالت غیبت میں نہیں درست
ہے اگر کوئی آپ کو حاضر وناظر جانکر اس کلمہ کو کہے تو یہ کفر ہے اگر یہ نیت نہیں
ہے تو بدعت ہوگا کیونکہ صحابہ کرام وغیرہ سے اسطرح پر کہنا نہیں ثابت ہے اور
نیز سمین ایہام تشریک موجود ہے پس اسوجہ سے بھی کہنا نادرست ہوا
ہاں آپ کے روضہ مبارک پر جاکر یا رسول اللہ یا محمد کہنا درست ہے ۔
اسیطرح محل حکایت میں ۔ باقی التحیات میں جو خطاب ایہا النبی موجود ہے پس
چونکہ یہ کلمہ شب معراج میں خطاب کے ساتھ تھا اسوجہ سے تغیر نہیں دیا گیا آخر
اصل پر رکھا گیا ۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رسالہ تحصیل البرکات فی بیان معنی التحیات
میں فرماتے ہیں اگر گویند کہ خطاب مر حاضر ست وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درین مقام حاضر
نیست پس توجیہ این خطاب چہ باشد جواب آنست کہ چون ورود این کلمہ در اصل در شب
معراج بصیغہ خطاب بود دیگر تغیر شان نداوند و بر ہمان اصل گذاشتند کما فی التفہیم انتہی
اسیطرح اور علماؤں نے بھی مثل قاضی ثناء اللہ پانی پتی وغیرہ کے یا رسول اللہ

یا محمد کہنے سے منع کیا ہے مولف صاحب غالباً حنفی ہونگے اسکا جواز کتب فقہ سے بیان فرمایا ہے
مدینہ جاتے کی مدد آنحضرت سے چاہنا شرک ظاہر و کفر باہر ہے تو فرمائیں کیا دلیل لاتے ہیں بہ مسئلہ کہ
دعوی پر بحث ہے کہ یہ مسئلہ رد شمس طولیۃ الذیل ہے اگر اسکے بارہ میں اقوال نقل کئے جاویں تو رسالہ
بہت بڑہ جاویگا اگر اسکو ہم لا اصل لہ نہیں کہتے تو صحیح بھی نہیں کہہ سکتے امام احمد وغیرہ نے اسکو لا اصل لہ
کہا ہے بہ مسئلہ کے دعوی پر بحث ہے کہ وسیلہ بحق نبی یا بحق رسول نہیں درست ہے اسلئے
کہ اللہ پر کسیکا حق حقیقی نہیں ہے مجمع الانہر میں ہے (و) یکرہ (قولہ اسئلک
بحق انبیائک ورسلک) او بحق البیت او بحق المشعر الحرام اذ لا حق لاحد علی اللہ
تعالی وانما یختص برحمتہ من یشاء من غیر وجوب علیہ درمختار میں ہے
وکرہ قولہ بحق رسلک وانبیائک واولیائک وبحق البیت لانہ لا حق
للخلق علی الخالق۔ عالمگیری میں ہے یکرہ ان یقول فی دعائہ بحق فلان وکذا
بحق انبیائک واولیائک او بحق رسلک او بحق البیت او المشعر الحرام لانہ لا حق
للمخلوق علی اللہ تعالی کذا فی التبیین اور مختار الفتاوی میں ہے یکرہ ان یقول
اعطنی بحق فلان کذا او بحق محمد لانہ لا حق لاحد علی اللہ تعالی اور فتاوی سراجیہ
میں ہے ویکرہ ان یقول فی دعائہ بحق فلان او بحق رسلک وانبیائک انتہی۔
ھکذا فی غیرہا من کتب الفقہ۔ مولف رسالہ غالباً حنفی صاحب ہونگے پس اپنے
عبارات کو تسلیم کریں یا اسکا رد تحریر فرماویں۔ ہاں یوں دعا کرنا کہ اے اللہ توسلیہ
فلان نبی و فلان ولی میری حاجت کو پوری کر تو درست ہے۔ ھذا آخر
ما ردنا فی الجواب بعون اللہ الملک الوہاب ثم الصلوٰۃ علی نبیہ نور الظلمۃ
وآلہ البررۃ الکرام +